6 حقوق و فرائض

سبق کے اہم موضوعات

- حقوق کی تعریف
- 1973ء کے آئین کے مطابق حقوق و فرائض
- بنیادی حقوق
- معاشرتی حقوق
- معاشی حقوق
- سیاسی حقوق
- شہریوں کے فرائض
- اسلامی ریاست میں شہریوں کے حقوق
- انسانی حقوق کی خلاف ورزی

حصہ دوم

حقوق و فرائض

(Rights and Responsibilities)

سوال 1: حقوق کا مفہوم بیان کریں اور حقوق کی تعریف کریں۔

جواب: **حقوق کا مفہوم**

حقوق، حق کی جمع ہے۔ انگریزی میں حق کے لیے Right کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ Right کے معنی جائز، درست، سچائی اور ضابطے کے ہیں۔ لہذا لغوی اعتبار سے حق کا مفہوم صحیح صورت کا تعین اعتراف اور نفاذ ہے۔

حقوق کی تعریف

شہری کے وہ مطالبات یا تقاضے جن کو ریاست اور معاشرہ تسلیم کر لیتے ہیں، شہری کے حقوق کہلاتے ہیں۔ موجودہ جدید دور میں بنیادی حقوق تمام ممالک کے آئین میں شامل ہیں۔

مفکرین نے حقوق کی مختلف تعریفیں کی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

1. ارسطو

''حقوق ریاست کی بنیاد ہیں کسی ریاست میں عدل و انصاف کو جانچنے کا معیار حقوق ہی ہیں۔''

2. پروفیسر لاسکی

''حقوق معاشرتی زندگی کی وہ شرائط ہیں جن کی عدم موجودگی میں کوئی فرد اپنی

شخصیت کی تکمیل نہیں کر سکتا۔"

3. ہاب ہاؤس

"حق وہ ہے جس کی ہم دوسروں سے توقع کریں اور دوسرے جس کی توقع ہم سے کریں۔"

4. آسٹن (Austin)

"حق انسان کی وہ قوت اور طاقت ہے جس کی مدد سے وہ دوسروں کو صبر و تحمل اور فرائض کی ادائیگی کی تلقین کرتا ہے۔"

5. ٹی ایچ گرین کا نظریہ (T.H. Green)

"حقوق ایک متوازن زندگی کے قیام اور انسانی شخصیت کی تکمیل کے لیے لوازمات کا درجہ رکھتے ہیں۔"

6. پروفیسر ہالینڈ (Prof. Holland)

"حق فرد کی وہ صلاحیت ہے جس کے ذریعے وہ ذاتی قوت سے نہیں بلکہ معاشرے کی رائے اور قوت کی مدد سے دوسروں کے افعال پر اثر انداز ہوتا ہے۔"

7. گلکرائسٹ (Gilchrist)

"حقوق فرد کی اخلاقی نشوونما کے لیے ضروری شرائط کا نام ہے ان کی وجہ سے ہی معاشرہ کی بہتری ہوتی ہے۔ معاشرے سے باہر حقوق کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔"

8. وائلڈ (Wild) کے مطابق

"حق بعض سرگرمیوں کو آزادی سے سرانجام دینے کا ایک معقول مطالبہ ہوتا ہے۔"

مفکرین کی ان درج بالا تعریفات کی روشنی میں حقوق کی جامع تعریف اس طرح سے کی جا سکتی ہے کہ

"افراد کو بہتر زندگی بسر کرنے کے لیے ریاست کی طرف سے جو سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں، یہ سہولتیں افراد کے حقوق کہلاتی ہیں۔"

ریاست افراد کے حقوق کو آئینی تحفظ فراہم کرتی ہے اور ان کو پورا کرنے کی ذمہ داری لیتی ہے۔ حقوق کا حصول صرف معاشرے میں ہی ممکن ہے۔ تمام افراد معاشرہ ان حقوق کے یکساں طور پر حقدار ہوتے ہیں۔ اگر ان حقوق کو صرف چند خاص افراد یا گروہ کے لیے مخصوص کر دیا جائے تو پھر یہ حقوق نہیں بلکہ مراعات کہلاتی ہیں۔

سوال 2: پاکستان کے 1973ء کے آئین کے مطابق شہریوں کے حقوق و فرائض کی وضاحت کریں۔

جواب: پاکستان کے 1973ء کے آئین کے مطابق شہریوں کے حقوق و فرائض

پاکستان میں 1973ء کا آئین لاگو ہے۔ اس میں شہریوں کے حقوق اور فرائض کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ اس آئین کے تحت افراد کو جو حقوق و فرائض دیے گئے ہیں۔ ان کا خلاصہ اس طرح ہے

1. بنیادی حقوق

آئین میں جو بنیادی حقوق دیے گئے ہیں۔ ان کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔ گویا بنیادی حقوق کو آئین کے مطابق مکمل تحفظ دیا گیا ہے۔

2. جانی و مالی تحفظ

ریاست کے تمام افراد کو ہر طرح سے جانی و مالی تحفظ مہیا کیا جائے گا۔ ریاست ہر فرد کی جان اور مال کی محافظ ہے۔

3. گرفتار کرنا

ریاست کے اندر کسی فرد کو جرم ثابت کیے بغیر گرفتار نہیں کیا جائے گا۔

4. غلامی

کسی فرد کو غلام نہیں بنایا جائے گا اور نہ کسی سے جبری مشقت لی جائے گی۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو وہ مجرم ہوگا۔

5. سزا

کسی فرد کو سابقہ جرم کی سزا نہیں دی جائے گی اور نہ ہی کسی جرم پر دوسری سزا دی جائے گی۔

6. چادر چار دیواری

آئین کے مطابق چادر اور چار دیواری کا احترام کیا جائے گا۔ یعنی بغیر اجازت کسی کے گھر حکومت کا کوئی کارکن داخل نہیں ہوگا۔ ہر فرد کی عزت و آبرو کا احترام اور تحفظ کیا جائے گا۔

7. سیاست کی اجازت

ملک میں ہر فرد کو جماعت سازی اور اس میں شمولیت کی اجازت ہوگی۔ وہ مختلف اجتماعات میں شرکت کر سکتا ہے۔ ملک میں اس کی نقل و حرکت پر کوئی پابندی نہیں ہوگی۔

8. پیشہ اپنانا

ہر فرد کو یہ اجازت ہوگی کہ وہ اپنی مرضی کا پیشہ یعنی کاروبار تجارت وغیرہ اپنا سکتا ہے۔ جائز طور پر منافع حاصل کر سکتا ہے۔

9. تحریر و تقریر

ملک میں ہر فرد کو تحریر و تقریر کی اجازت ہوگی۔ وہ درست بات کو لکھ کر یا بول کر بیان کر سکتا ہے اور اپنی بات دوسروں تک پہنچا سکتا ہے۔

10. مذہبی ادارے

ہر فرد کو اپنے عقائد کے مطابق مذہبی ادارے کھولنے کی اجازت ہوگی اور وہ ان میں عبادات کر سکتا ہے۔

11. ٹیکس

مذہبی اداروں پر اور مذہبی سرگرمیوں پر کوئی ٹیکس نہیں ہوگا یعنی ان پر کوئی بوجھ یا

رکاوٹ نہیں ہے۔

12. جائیداد

ملک میں ہر فرد کو جائیداد رکھنے بنانے اور اس کا تحفظ کرنے کی اجازت ہوگی۔ کسی فرد کو یہ حق نہیں کہ وہ دوسرے کی جائیداد پر قبضہ کرے۔

13. برابری

ملک میں ہر فرد قانون کی نظر میں برابر ہوگا۔ یعنی قانون ہر فرد کے لیے ایک جیسا ہوگا اور ہر فرد کیلئے قانون کا احترام لازمی ہے۔

14. امتیازی سلوک

ملک کے تمام شہری برابر ہیں۔ ان کو ان کی حیثیت کے مطابق مواقع دیے جائیں گے۔ کسی شہری سے کسی قسم کا امتیازی سلوک نہیں ہوگا۔

15. ثقافت کا تحفظ

ہر فرد کی اپنی ثقافت اور زبان ہوتی ہے۔ آئین کے مطابق اس کو اس کا پورا پورا تحفظ ہوگا۔

16. شہری کا حق

ہر شہری کا حق دوسرے شہری پر فرض ہوگا۔ یعنی حقوق کے ساتھ فرائض بھی ادا کرنے ہوں گے۔

سوال3: افراد کے بنیادی حقوق پر روشنی ڈالیں۔

جواب **افراد کے بنیادی حقوق**

افراد معاشرہ کو درج ذیل بنیادی حقوق حاصل ہیں:

1. اخلاقی حقوق

معاشرے کی اخلاقی اقدار پر مبنی حقوق اخلاقی حقوق کہلاتے ہیں۔ ایک مہذب

معاشرے کی تشکیل کے لیے اخلاقی حقوق بہت ضروری ہیں۔ اخلاقی حقوق کا ریاست کے آئین میں کوئی تذکرہ نہیں ہوتا اور نہ ہی ریاست ان حقوق کے تحفظ کی ضمانت دیتی ہے۔ ان حقوق کی خلاف ورزی کرنے پر عام طور پر معاشرتی دباؤ کا سامنا تو کرنا پڑ سکتا ہے لیکن عدالت سے رجوع نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً والدین اخلاقی طور پر یہ حق رکھتے ہیں کہ بڑھاپے میں ان کی اولاد ان کی خدمت اور عزت کرے لیکن اگر اولاد ان کے اس حق کو ادا نہیں کرتی تو ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی نہیں کی جا سکتی۔ اسی طرح غربا اور فقراء کی مالی مدد کرنا، استاد اور دیگر بزرگوں کی عزت کرنا، بچوں سے شفقت سے پیش آنا، پڑوسیوں کی خبر گیری کرنا وغیرہ سب اخلاقی حقوق ہیں۔

2. قانونی حقوق

ایسے حقوق جن کو ریاست تسلیم کرتی ہو اور ان کے لیے آئینی تحفظ بھی فراہم کرتی ہو قانونی حقوق کہلاتے ہیں۔ ان حقوق کی اگر کوئی شہری خلاف ورزی کرے تو اسے قانوناً سزا دی جاتی ہے۔ قانونی حقوق تمام شہریوں کو یکساں طور پر حاصل ہوتے ہیں۔ ان حقوق کے حصول کے لیے امارت و غربت، رنگ و نسل اور مذہب و عقیدے کی کوئی تمیز نہیں ہوتی۔ قانونی حقوق کو مزید تین قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے

i. معاشرتی حقوق

یہ حقوق فرد کی معاشرتی زندگی سے متعلق ہوتے ہیں۔ یہ ایسے حقوق ہیں کہ جن کے حصول کے بغیر فرد اپنے ذمے عائد فرائض کو ادا کرنے کے قابل نہیں ہوتا۔

ii. معاشی حقوق

مال و دولت کا حصول فرد کے لیے ضروری ہے اس کے بغیر فرد اپنی زندگی کو خوشحال نہیں بنا سکتا۔ اس لحاظ سے معاشیات کی انسانی زندگی میں اہمیت مسلمہ ہے۔ وہ تمام حقوق جو کسی فرد کی معاشی حالت کو بہتر بناتے ہیں اور اس کی زندگی میں خوشحالی لاتے ہیں، معاشی حقوق کہلاتے ہیں۔

iii. سیاسی حقوق

سیاسی حقوق کا تعلق ریاست کے معاملات اور آئین سے ہوتا ہے۔ یہ حقوق، ریاست کے شہریوں کو ریاست کے سیاسی معاملات میں شامل ہونے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔

سوال4: شہریوں کے معاشرتی حقوق بیان کریں۔

جواب: شہریوں کے معاشرتی حقوق

1. حق زندگی

حق زندگی کو دوسرے تمام حقوق پر برتری حاصل ہے۔ظاہر ہے انسانی جان بے حد قیمتی ہے۔اس کی حفاظت انسان کا بنیادی حق ہے۔ ریاست کا فرض ہے کہ ہر شہری کی زندگی کی حفاظت کے لیے مناسب بندوبست کرے اور ریاست میں پر امن ماحول پیدا کرے تاکہ شہری کی زندگی کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہو۔لہٰذا کسی کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ دوسروں پر ہاتھ اٹھائے۔ ریاست لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کے لیے مناسب قوانین بناتی ہے۔ ہر شہری کو عزت کی حفاظت کا حق حاصل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا۔

"اے لوگو! جس طرح یہ دن یہ مہینہ اور یہ مقام محترم ہے اسی طرح
تمہاری جانیں، عزتیں اور مال بھی باہم ایک دوسرے پر حرام ہیں۔"

2. حق خاندان

خاندان معاشرے کی اکائی ہے اس کے بغیر انسان کا تصور ممکن نہیں ہے۔ ہر شہری کو شادی کرنے اور گھر آباد کرنے کا حق ہے۔ شادی بیاہ سے متعلق حقوق کی حفاظت کے لیے ریاست عائلی یعنی خاندانی قوانین نافذ کرتی ہے۔ جو عام طور پر مروجہ اصولوں اور مذہبی عقائد کی روشنی میں بنائے جاتے ہیں۔

خاندان فرد کی صلاحیتوں کو جلا بخشتا ہے۔فرد کی بنیادی ضروریات پوری کرتا ہے۔

خاندان فرد کو ورثہ منتقل کرتا ہے۔ اسے مختلف فنون دیتا ہے۔ خاندان کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے فرد کو خاندانی آزادی دی جائے۔

3. حق تعلیم

ہر شہری کو اپنی پسند کی تعلیم حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔ تعلیمی اداروں کے دروازے ہر شہری کے لیے کھلے ہوتے ہیں۔ جمہوری حکومتیں تمام شہریوں کو یکساں تعلیمی سہولتیں مہیا کرتی ہیں تاکہ وہ اپنی اجتماعی ذمہ داریاں بطریق احسن سرانجام دے سکیں۔ آج کے جدید دور میں تعلیم کی اہمیت ناقابل بیان نہیں ہے۔ تعلیم کے بغیر معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا۔

جمہوریت کے لیے تو تعلیم بہت ضروری ہے۔ تعلیم کے ذریعے لوگوں کو سیاسی شعور حاصل ہوتا ہے اور وہ اپنے نمائندے منتخب کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

4. حق مذہب

ہر فرد کو اپنی منشا اور مرضی کے مطابق مذہب اور عقیدہ رکھنے کا حق حاصل ہے۔ مذاہب فرد کا ذاتی معاملہ ہے۔ آئین پاکستان ہر فرد کو مذہبی آزادی کی اجازت دیتا ہے۔ فرد کو اپنے عقیدے کے مطابق اپنی مذہبی رسومات ادا کرنے کا حق حاصل ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسے یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی کے عقیدے کے خلاف بیان بازی کریں یا کچھ تحریر کریں۔

5. حق ثقافت و زبان

ہر فرد یہ چاہتا ہے کہ اس کی ثقافت و زبان میں ترقی ہو۔ فرد کو یہ حق حاصل ہونا چاہیے کہ وہ اپنی ثقافت اور زبان کی ترقی کے لیے کام کر سکے۔ ریاست کا فرض ہے کہ وہ ایسا ماحول پیدا کرے کہ افراد اپنی زبان اور ثقافت کی ترویج کے مواقع حاصل کر سکیں۔ ملک میں لوگ مختلف زبانیں بولتے ہیں۔ ان کی زبانوں کی حوصلہ افزائی کی جائے لیکن مرکزی زبان کو

زیادہ اہمیت دی جائے۔ ثقافتی ترقی کے سلسلہ میں یہ خیال رکھا جائے کہ لوگ بے حیائی اور لچر پن نہ پھیلائیں۔

6. حق معاہدہ

ہر شہری کو ریاست کی طرف سے قانونی طور پر یہ حق ہوتا ہے کہ وہ دوسرے شہریوں سے لین دین کے سلسلے میں معاہدہ کرے۔ ریاست کسی بھی شہری کو اس کے اس حق سے روک نہیں سکتی۔

7. حق رہائش

ہر شہری کا حق ہے کہ وہ اپنی معاشرتی' معاشی اور دیگر ضروریات کے لیے ملک کے اندر اور باہر رہ سکتا ہے۔ ریاست اس پر پابندی عائد نہیں کر سکتی لیکن اسے یہ آزادی چند شرائط کے تحت دی جاتی ہے۔

اس حق سے یہ بھی مراد ہے کہ فرد کو ریاست میں آزادانہ نقل و حرکت کی اجازت ہے۔ اسے بے جا طور پر گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔ اگر کوئی ایسا کرے تو قانون کا سہارا لے سکتا ہے۔ تاہم اگر کوئی شہری ریاست کے ساتھ بغاوت یا غداری کے جرم کا مرتکب ہو تو ریاست اُسے ملک بدر کرنے کا حق رکھتی ہے۔

6. عزت و آبرو

ہر فرد کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ معاشرے میں اس کی عزت و آبرو اور وقار ہو۔ لہذا ہر شخص کی عزت و آبرو اور شہرت کی حفاظت کرنا ریاست کا فرض ہے۔

9. حق مساوات

شہریوں کا حق ہے کہ ان کے ساتھ بغیر کسی امتیاز اور تفریق ایک جیسا سلوک کیا جائے کیونکہ قانون سب کے لیے ایک جیسا ہوتا ہے۔ قانون کے سامنے ذات پات' رنگ' نسل' نسب' مذہب' امیری غریبی اور کسی حیثیت میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا۔ اسلام نے مساوات کا

درس دیا ہے۔ اسلام میں اگر کسی کو فضیلت ہے تو وہ صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔

10. حق تحریر و تقریر

جمہوری ملک میں ہر فرد کو تحریر و تقریر کی آزادی ہوتی ہے۔ وہ حکومت کی پالیسیوں پر تنقید کر سکتا ہے اور اپنی رائے کا اظہار کر سکتا ہے۔ اس طرح حکومتی کاموں میں بہتری پیدا ہو سکتی ہے۔ فرد کو حکومت میں شامل ہونے کا احساس ہوتا ہے۔ لیکن اگر فرد تحریر و تقریر سے ملک کے خلاف کام کرے یا دوسرے کو تکلیف دے تو ایسی آزادی نہیں دی جا سکتی۔

سوال 5: شہریوں کے معاشی اور سیاسی حقوق پر روشنی ڈالیں۔

جواب: **شہریوں کے معاشی حقوق**

ایک اسلامی فلاحی ریاست اپنے تمام شہریوں کو معاشی تحفظ فراہم کرتی ہے کیونکہ اس کے بغیر ایک خوشحال شہری زندگی کا تصور ممکن نہیں۔ معاشی حقوق زندگی کے بنیادی تقاضوں کی تکمیل کا باعث بنتے ہیں۔ اسلامی ریاست میں محتاجوں، بیواؤں، یتیموں، غریبوں اور ضرورت مندوں کی ضروریات زندگی کو پورا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ چند ایسے معاشی حقوق جنہیں جدید دور کی تمام جمہوری ریاست تسلیم کرتی ہیں درج ذیل ہیں

1. حق ملازمت

ہر شہری کو اپنی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لیے کوئی بھی پیشہ جس کی قانون اجازت دے اختیار کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ ریاست پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ افراد کو اس بات کا پورا پورا موقع مہیا کرے کہ وہ اپنی روزی جائز طریقے سے کما سکیں۔ تاکہ وہ اپنے مزاج کے مطابق اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکیں۔

ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر وہ کسی سرکاری عہدے یا ملازمت کے لیے مقررہ شرائط پوری کرتا ہو وہ بغیر کسی امتیاز کے قابلیت کی بنیاد پر اس عہدے پر فائز ہو سکے۔

2. حق اُجرت و معاوضہ

ہر شہری جو ملک کے اندر محنت مزدوری کرتا ہے وہ یہ حق رکھتا ہے کہ اسے محنت کا

مناسب معاوضہ ملے۔ جمہوری اور فلاحی ریاستوں میں مزدوروں کی کم از کم اجرت کا تعین کیا جاتا ہے تاکہ لوگوں سے کسی قسم کی زیادتی نہ ہو اس طرح لوگ مطمئن ہوتے ہیں اور لوگوں کا معیار زندگی بھی بلند ہوتا ہے۔

3. حق جائیداد

ذاتی ملکیت کا حق ایک بنیادی حق سمجھا جاتا ہے۔ ہر فرد کو پوری آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنی جائیداد کو بیچ دے یا دوسرے کو منتقل کر سکے۔ جائز طرح سے کمائی ہوئی جائیداد میں وہ جتنا چاہے اضافہ کرے اس سلسلہ میں اسے قانون کا پورا تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ اسلام بھی شخصی ملکیت کے حق کو تسلیم کرتا ہے۔

4. حق معاہدہ

دراصل معاہدہ کرنے کا حق جائیداد کے حق سے تعلق رکھتا ہے۔ ہر شہری کو دوسروں کے ساتھ تجارت یا صنعت میں شراکت کرنے کا حق حاصل ہے۔ البتہ یہ شرکت قانون کے مطابق ہونی چاہیے۔ ریاست ایسے معاہدے کی اجازت نہیں دے سکتی جو عوام کے مفاد کے خلاف ہو۔

5. مناسب اوقات کار کا حق

ہر شہری کو حق حاصل ہے کہ حکومت اس کے لیے اوقات کار مقرر کرے یہ نہیں کہ مزدور یا سرکاری ملازم صبح سے شام تک یا ساری رات ہی کام کرتا رہے بلکہ اسے مناسب وقت ملنا ضروری ہے۔ ہر حکومت اس کا خیال رکھتی ہے اور کارخانوں اور دفاتر میں اوقات کار مقرر کرتی ہے۔ اس کے ساتھ رخصت اتفاقیہ اور دیگر مراعات بھی دیتی ہے۔

شہریوں کے سیاسی حقوق

سیاسی حقوق اور جمہوریت کی ترقی ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ سیاسی حقوق کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ ان کے بغیر کوئی بھی فرد اپنے معاشی اور معاشرتی حقوق

سے مستفید نہیں ہو سکتا۔ چند اہم سیاسی حقوق حسب ذیل ہیں:

1. ووٹ کا حق

جن ملکوں میں جمہوری نظام حکومت قائم ہے وہاں ہر بالغ شہری کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ ووٹ دینے کی عمر قانون کے مطابق مقرر ہوتی ہے۔ شہری ووٹ کے ذریعے اپنی پسند کے نمائندوں کا انتخاب کرتا ہے۔ عادی مجرموں' دیوانوں بچوں اور غیر ملکیوں کو ووٹ کا حق حاصل نہیں ہوتا۔ بعض ملکوں میں عورتوں کو بھی اس حق سے محروم رکھا گیا ہے ووٹ ایک ایسی قوت ہے جس کے ذریعے حکومت بنائی اور بدلی جاسکتی ہے۔

2. حق نمائندگی

ہر بالغ شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مقامی صوبائی اور قومی نمائندہ اداروں کا رکن بننے کیلئے امیدوار کی حیثیت سے انتخابات میں حصہ لے اور اپنے حلقے کے لوگوں کو اپنے منشور نیز پروگرام سے آگاہ کرے۔ پاکستان میں 1973ء کے آئین کے تحت قومی اسمبلی کا رکن بننے کے لیے کم از کم عمر 25 برس ہے۔ ہر حکومت انتخاب لڑنے کے لیے کچھ شرائط مقرر کرتی ہے' انہیں پورا کرنا ضروری ہے۔ موجودہ حکومت نے قومی اسمبلی کے امیدوار کے لیے گرایجویٹ ہونے کی شرط عائد کی ہے۔

3. تنقید کرنے کا حق

ایک جمہوری نظام میں آزادی رائے اور تنقید کی بڑی اہمیت ہے۔ ایک آزاد معاشرے میں ہر شخص کو حکومت پر تنقید یعنی نکتہ چینی کرنے حکمرانوں کی غلطیوں کی نشاندہی کرنے اور اپنی بات کہنے کا پورا حق حاصل ہوتا ہے۔ اس آزادی رائے اور تنقید سے حکومت کی اصلاح ہوتی رہتی ہے اور حکومت عوام کی منشاء کے مطابق کام کرتی رہتی ہے۔

4. سیاسی جماعت بنانے کا حق

جمہوری نظام میں سیاسی جماعتوں کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ سیاسی

جماعتیں رائے عامہ کی تشکیل کر کے عوام میں سیاسی بیداری پیدا کرتی ہیں۔ لہٰذا ہر شہری کو حق حاصل ہے کہ وہ انتخابات میں حصہ لینے یا اپنے سیاسی پروگرام کو عام کرنے کے لیے اپنی سیاسی جماعت بنائے۔ نیز اسے اپنی مرضی کے مطابق کسی بھی سیاسی جماعت کا رکن بننے کا حق حاصل ہے۔

5. سیاسی اجتماعات اور جلسے کرنے کا حق

ہر شہری کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے سیاسی نظریے اور پارٹی کے پروگرام کو عوام تک پہنچانے کے لیے سیاسی اجتماعات اور جلسے کرے۔ شرط یہ ہے کہ ایسے اجتماعات قانون کے دائرے کے اندر رہ کر کیے جائیں اور یہ پرامن ہوں۔

سوال 6: شہریوں کو کون کون سے فرائض انجام دینے پڑتے ہیں؟ تفصیل سے بیان کریں۔

جواب: **شہریوں کے فرائض**

حقوق و فرائض دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ حقوق کے حصول کے لیے فرائض کا ادا کرنا بھی لازمی ہے۔ ہر فرد کو اگر ریاست کی طرف سے حقوق ملتے ہیں تو اُس فرد پر ریاست کی طرف سے کچھ ذمہ داریاں یعنی فرائض بھی لاگو ہوتے ہیں جن کا ادا کرنا اُس کے لیے ضروری ہوتا ہے اور کوئی بھی فرد اُس وقت اچھا شہری کہلانے کا حقدار نہیں جب تک وہ ریاست کی طرف سے عائد فرائض اور ذمہ داریوں کو پوری ایمانداری اور دیانتداری سے ادا نہ کرے۔ ریاست کے شہریوں پر درج ذیل فرائض عائد ہوتے ہیں:

1. ریاست سے وفاداری

ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ اپنی ریاست کا خیر خواہ اور وفادار رہے اور کسی بھی ایسی سرگرمی میں حصہ نہ لے جس کی وجہ سے ریاست کی سلامتی کو نقصان پہنچتا ہے۔ اگر ملک کی سلامتی کو خطرہ لاحق ہو تو اسے اپنی جان و مال کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ ریاست کی وفاداری نے جو فرائض اس پر عائد کیے ہیں۔ انہیں بجا لانے پر ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔

ہر شہری میں حب الوطنی کا جذبہ موجزن ہونا چاہیے۔ اسے چاہیے ذاتی مفاد کو قومی و ملکی مفادات پر قربان کر دے۔

2. قانون کی پابندی

- قانون کی پابندی کرنا ہر شہری کا اولین فرض ہے۔ ضابطے اور قوانین اس لیے بنائے جاتے ہیں کہ معاشرے میں بدامنی اور انتشار نہ ہو اور ملک کا انتظام قانون کا احترام کرتے ہوئے بہتر طریقے سے چلایا جائے۔

قانون کا احترام اور پابندی کرنے سے ہی ایک معاشرہ خوشحال و ترقی یافتہ بن سکتا ہے۔ اگر کوئی شہری قانون کا احترام نہ کرے اور قانون شکنی کرکے حکومت کی پریشانی کا باعث بنے تو وہ ملک و قوم کا غدار سمجھا جائے گا اس لیے ایک شہری کا یہ اہم ترین فرض ہے کہ وہ خود بھی قانون کا احترام کرے اور دوسروں سے بھی قانون کا احترام کرائے۔

3. حکام سے تعاون

شہریوں کا فرض ہے کہ وہ قومی مفادات کی خاطر حکام سے تعاون کریں تاکہ ریاست میں امن امان قائم ہو سکے۔ شہریوں کا فرض ہے کہ وہ مجرموں کی نشاندہی اور گرفتاری کے لیے حکام کی مدد کریں۔ اگر ضرورت پیش ہو تو سچی شہادت بھی دیں تاکہ مجرم کو سزا مل سکے۔

4. ٹیکسوں کی ادائیگی

حکومت ملک کا انتظام چلانے کے لیے مختلف قسم کے محصول اور ٹیکس عوام پر لگاتی ہے۔ مثلاً آمدنی ٹیکس زمین کا مالیہ یا لگان جائیداد پر ٹیکس اور مال تجارت کا محصول وغیرہ ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ مقامی صوبائی اور قومی اداروں کی طرف سے لگائے گئے ٹیکس نہایت دیانت داری اور باقاعدگی سے ادا کرے۔ اگر عوام ٹیکس ادا نہ کریں تو حکومت کا کاروبار چل نہیں سکتا اور حکومت کا وجود ہی خطرہ میں پڑ جاتا ہے وہ شخص جو ٹیکس ادا نہیں کرتا وہ دراصل ملک اور قوم کا بہت بڑا دشمن ہے۔

5. ووٹ کا صحیح استعمال

ووٹ قوم کی امانت ہے۔ ووٹ کے ذریعے شہری اپنی سیاسی رائے کا اظہار کرتا ہے۔ اس ووٹ کے ذریعے حکومت بنائی اور بدلی جاسکتی ہے۔ ہر شہری پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے ووٹ کا صحیح استعمال کرے۔ ووٹ کسی خوف، لالچ یا جبر کے بغیر پوری دیانت داری کے ساتھ استعمال کرنا چاہئے۔ ذات برادری اور ہر قسم کے دھڑے بندیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ووٹ صرف اہل امیدوار کو دینا چاہیے۔ ایک جاہل اور بددیانت عوامی نمائندہ ملک کی قسمت سے کھیل کر اسے نقصان پہنچا سکتا ہے۔ جمہوری ملکوں میں ووٹ کی بڑی اہمیت ہے ووٹ نہ دینا بھی ایک سیاسی اور قومی جرم ہے۔ ووٹ ایسے امیدواروں کو دینا چاہیے جو ایماندار قومی درد رکھنے والا تعلیم یافتہ، باضمیر، بہادر، باشعور اور لائق فرد ہو۔

6. تعلیم

ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ خود کو زیور تعلیم سے آراستہ کرے۔ تعلیم عقل و شعور کو اجاگر کرتی ہے۔ تعمیر سیرت کا کام کرتی ہے۔ تہذیب و تمدن کو ترقی دیتی ہے اور ملکی انتظام کو عمدگی کے ساتھ سرانجام دینے میں مدد دیتی ہے۔ اسلام میں حصول علم پر بہت زور دیا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ "علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔" اس لیے اسلامی فلاحی ریاست کے شہریوں کا فرض ہے کہ وہ قرآن مجید حدیث مبارکہ اور جدید ٹیکنالوجی کی تعلیم حاصل کریں۔ ورنہ وہ زمانے کی دوڑ میں پیچھے رہ جائیں گے اور ذلت و رسوائی اُن کا مقدر بن جائے گی۔

7. ضبط نفس

ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ خود غرضی، لالچ، جماعتی سازش اور ایسے کاموں سے پرہیز کرے جو ملک و قوم اور عوام کے مفاد کے خلاف ہوں۔ اسے اپنے مفاد کی خاطر ملک و قوم کے مفاد کو قربان نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی ذاتی فائدے کی خاطر دوسروں کے حقوق کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

8. فرقہ واریت سے اجتناب

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح الفاظ میں فرقہ پرستی جیسی لعنت سے بچنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

ترجمہ: ''اور تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور ٹکڑیوں میں نہ بٹ جاؤ''

فرقہ پرستی نے معاشرے کا امن و سکون مکمل طور پر ختم ہو جاتا ہے اور ریاست کی بنیادیں کھوکھلی ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا شہریوں کا اولین فرض ہے کہ اس لعنت سے مکمل طور پر بچیں اور مذہبی معاملات میں انتہا پسندی ہرگز اختیار نہ کریں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام میں سختی اور جبر سے کام لینے سے منع فرمایا ہے۔

9. محنت سے کام کرنا

ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ دوسروں پر بوجھ نہ بنے بلکہ محنت کر کے آمدنی میں اضافہ کرے۔ صاحبِ دولت اور مالدار لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ اپنا وقت فضول اور بیکار بیٹھ کر ضائع کرنے کی بجائے کوئی ایسا کام کریں جس سے ملک و ملت کو کوئی فائدہ پہنچے قوموں اور ملکوں کی ترقی و خوشحالی کا راز اس بات میں پوشیدہ ہے کہ ان کے افراد محنت و مشقت اور لگن سے کام کریں۔

10. پابندیٔ وقت

شہریوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے فرائض کو باقاعدہ اور پابندیٔ وقت کے ساتھ ادا کریں وقت ضائع نہ کریں اور کسی کام میں سستی اور غفلت نہ کریں ہر شخص کو اس بات کا پورا پورا احساس ہونا چاہیے کہ وقت ایک نہایت قیمتی سرمایہ ہے اور ہمیں ایک ایک لمحہ سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیے دنیا میں وہی قومیں اور افراد کامیاب و کامران ہوتے ہیں جو وقت کی قدر و قیمت کو سمجھتے ہیں۔

11. خدمتِ خلق

ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ خدمتِ خلق اور عام لوگوں کی فلاح و بہبود کے کاموں میں

بڑھ چڑھ کر حصہ لے اور اپنے ہم وطنوں اور دوسرے انسانوں کو دکھوں اور پریشانیوں سے نجات دلانے کے لیے بھرپور کوشش کرے۔ اگر وہ کسی عہدہ پر کام کر رہا ہو تو متعلقہ فرائض ایمانداری محنت لگن اور دیانتداری سے سرانجام دے۔ اگر معاوضہ کے بغیر کوئی معاشرتی خدمت سرانجام دینا پڑے تو اسے بھی پوری محنت کوشش اور لگن سے ادا کرے۔

سوال 7: اسلامی ریاست میں شہریوں کے حقوق کا جائزہ لیں۔

جواب: **اسلامی ریاست میں شہریوں کے حقوق**

اسلامی ریاست کی بنیادیں نظریہ اسلام پر قائم ہیں۔ اس اعتبار سے اسلامی ریاست ایک نظریاتی ریاست ہے۔ اسلام دین فطرت ہونے کے ناطے اسلامی ریاست کے شہریوں کو وہ تمام حقوق دیتا ہے جو قرآن مجید اور سنت نبویؐ کے طے کردہ ہیں۔ یہ حقوق درج ذیل ہیں:

1. حق زندگی

اسلام فرد کی زندگی کو بڑی اہمیت دیتا ہے۔ قرآن کے مطابق:

"جس نے کسی انسان کو قتل کیا تو گویا اس نے تمام بنی نوع انسان کو قتل کیا اور جس نے ایک انسان کو بچایا گویا تمام نوع انسان کو بچایا۔"

اسلام میں قتل کرنا بہت بڑا جرم ہے اور اس کے لیے سخت سزا دی جاتی ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

"اور ہم نے ان پر اس میں یہ بات فرض کی ہے کہ جان کے بدلے جان' آنکھ کے بدلے آنکھ' ناک کے بدلے ناک' کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور خاص زخموں کا بدلہ بھی ہے۔"

اسلام نے خودکشی کرنا حرام قرار دیا ہے۔ غیر مسلم شہریوں کی جان کی حفاظت بھی اسلامی ریاست کا فرض ہے۔

2. تحفظ عزت و آبرو

اسلامی ریاست میں تمام شہریوں کی عزت و آبرو کا تحفظ کیا جاتا ہے۔ کسی فرد کو

دوسرے فرد پر برتری نہیں ہے۔ برتری صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔ اسلام نے ایک دوسرے کا مذاق اڑانے ایک دوسرے پر لعن طعن کرنے اور برے القاب سے منع فرمایا ہے۔ اسلامی معاشرے میں مرد اور عورت دونوں کی عزت و آبرو یکساں طور پر قابل احترام ہے۔ اسلام میں کسی فرد پر جھوٹا بہتان لگانے کی سخت سزا ہے۔

3. نجی زندگی کا تحفظ

اسلامی ریاست میں نجی زندگی کو پورا تحفظ حاصل ہے۔ اسلام میں چادر اور چار دیواری کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اسلام نے کسی کے گھر میں ناجائز دخل اندازی سے منع کیا ہے۔ دوسرے کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینے کو کہا ہے۔ اسلام نے دوسرے کے راز ٹٹولنے کی سخت ممانعت کی ہے۔ اگر کوئی فرد کسی دوسرے فرد میں کوئی عیب یا برائی پائے تو اس کی تشہیر و اشاعت کرنے کی بجائے اسے چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔

4. تحفظ ملکیت

اسلام نے فرد کو نجی جائیداد رکھنے کا حق دیا ہے اور اس کی جائیداد کا تحفظ بھی فراہم کیا ہے لیکن یہ جائیداد حلال طریقے سے کمائی ہوئی ہو۔ آپ ﷺ نے ناجائز ذرائع سے دولت کمانے کو منع فرمایا ہے۔

5. مذہبی آزادی

اسلام کے مطابق دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں۔ اسلامی ریاست میں ہر فرد اپنی مرضی سے مذہب اور عقیدہ اپنا سکتا ہے۔ اسلام غیر مسلم کو اسلام کی دعوت ضرور دیتا ہے لیکن اس پر جبر نہیں کرتا۔ اسلام ہر فرد کو اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے عبادت گاہیں بنانے کی اجازت دیتا ہے۔ بلکہ ان کے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے بھی روکتا ہے۔

6. شخصی آزادی کا تحفظ

اسلام شخصی آزادی کو بڑی اہمیت دیتا ہے۔ اسلامی قانون کے مطابق کسی فرد کو

قانون کی اجازت کے بغیر گرفتار نہیں کیا جا سکتا۔ اگر کسی فرد نے جرم کیا ہے تو اس کی سماعت کھلی عدالت میں کی جاتی ہے۔ عدالتی فیصلہ کے بغیر فرد کو سزا نہیں دی جاتی۔ فرد کو اجازت ہے کہ وہ اپنی پسند سے زندگی گزارے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ

"اللہ نے اپنے بندوں کو جو آزادی دی ہے اُسے کوئی حکمران چھین نہیں سکتا۔"

7. خواتین کے حقوق

اسلام ہر عورت کو خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم ہو اسے عزت دیتا ہے۔ اسلام نے عورت کو ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کا درجہ دیا ہے اور اس کی عزت کا تحفظ ریاست کے ذمہ لگایا ہے۔ اسلام نے بیوہ کو دوبارہ شادی کی اجازت دی۔ عورت کو جائیداد میں حصہ دیا ہے۔ اسلام سے پہلے عورت کو لونڈی اور کنیز کا درجہ حاصل تھا اور اسے مردوں کے برابر حقوق عطا کیے ہیں۔

8. حق آزادی رائے

اسلامی ریاست میں فرد کو اپنی رائے کے اظہار کی مکمل آزادی ہے۔ وہ اپنی حکومت اور حکومت کے ہر فرد پر تنقید کر سکتا ہے۔ اس کے کارناموں، پالیسیوں پر اپنی رائے دے سکتا ہے۔ اسلامی ریاست میں خلیفہ وقت اور عام فرد میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

اسلامی ریاست میں فرد تنقید برائے اصلاح اور نیکی ہر فرد کے لیے کر سکتا ہے۔

9. ظلم کے خلاف احتجاج کا حق

اسلام میں اطاعت امیر اسی وقت ہے جب وہ قرآن و حدیث کے مطابق حکومت کرے اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کی مخالفت ضروری ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

"افضل ترین جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔"

اسلامی ریاست میں ہر فرد کو حق ہے کہ وہ ظلم کے خلاف احتجاج کرے بلکہ اس کے لیے جہاد کرے۔ خدا کا حکم بھی ہے۔

"اور حدود سے نکل جانے کی اطاعت نہ کرو۔"

10. حقِ مساوات

اسلام نے مساوات کا بہترین نظام پیش کر کے نسلی برتری کا خاتمہ کر دیا۔ اسلام نے فضیلت اور بڑائی کا معیار صرف تقویٰ قرار دیا۔ اسلام نے ہر فرد کو معاشرتی طور پر مساوی حقوق دیئے ہیں۔ اس میں رنگ' نسل' ذات' زبان' خاندان' قبیلہ اور علاقہ وغیرہ کی کوئی برتری نہیں۔ ایک مرتبہ اعلیٰ خاندان کی ایک عورت چوری کے الزام میں آپ ﷺ کی خدمت میں لائی گئی۔ لوگوں نے حضرت اسامہؓ کے ذریعے سے اس کی سفارش کروائی تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "اگر میری بیٹی فاطمہ بھی ایسا کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔"

11. حقِ انصاف

اسلامی ریاست میں ہر فرد کو یہ حق ہے کہ حکومت اسے فوری اور سستا انصاف مہیا کرے۔ دراصل اسلامی ریاست کے قیام کا مقصد ہی اجتماعی عدل و انصاف ہے۔ اس سلسلے میں خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ "ظالموں کو سزا دینا اور کمزوروں اور مظلوموں کو ان کا حق دلانا اسلامی حکومت کا فرض ہے۔"

سوال 8: انسانی حقوق کی خلاف ورزی پر نوٹ لکھیں۔

جواب: **انسانی حقوق کی خلاف ورزی**

آج کے دور میں ریاست کا مقصد لوگوں کی فلاح و بہبود ہے۔ اس کا کام ہے کہ وہ شہریوں کے حقوق کا تحفظ کرے اور ان کو خوشحال بنائے۔ اسلام نے چودہ سو سال پہلے انسانی حقوق کا آغاز کیا۔ اس کا عملی نمونہ نبی کریمؐ کے دور میں اپنایا گیا۔ جبکہ مغربی دنیا نے 1215ء کے میگنا کارٹا کے ذریعہ 10 دسمبر 1948ء کو اقوام متحدہ نے جنرل اسمبلی میں انسانی حقوق کا چارٹر دیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود دنیا میں شہریوں کے حقوق کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔

1. پوری دنیا میں مختلف علاقوں میں مختلف انداز سے شہریوں کے حقوق کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ مسلمان خاص طور پر جبر و تشدد کا شکار ہیں۔
2. دنیا کے بیشتر ممالک میں مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے اور ان کے حقوق کا تحفظ ختم ہو چکا ہے۔ مثلاً فلسطین' بھارت' بوسنیا' افغانستان' عراق' کشمیر وغیرہ۔

3. مختلف ممالک میں مسلمانوں کو غلام بنایا جا رہا ہے۔ مثلاً بھارت کشمیر اور فلسطین میں اس طرح ان کے حقوق چھینے جا رہے ہیں۔

4. مختلف ممالک میں نسلی امتیاز کی وجہ سے عوام کو حقوق نہیں دیے جا رہے۔ جنوبی افریقہ طویل عرصہ اس کی زد میں رہا ہے۔

5. بھارت میں مذہب کے نام پر مسلمانوں کو قتل کیا جا رہا ہے۔ بھارت میں گجرات اور دہلی کا علاقہ اس معاملہ میں نمایاں ہے۔

6. پاکستان میں بھی بعض علاقوں میں بچوں سے جبری مشقت لی جا رہی ہے۔ عورتوں کو حقوق حاصل نہیں ہیں۔ خواتین کو غیرت کے نام پر قتل کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ 1973ء کے آئین کے تحت مرد و خواتین کو مساوی حقوق حاصل ہیں۔

اگر افراد کو اسلامی تعلیم دی جائے تو انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں بند ہو سکتی ہیں۔

مختصر جوابی سوالات

سوال: ارسطو نے حقوق کی کیا تعریف کی ہے؟

جواب: **ارسطو کی تعریف**

"حقوق ریاست کی بنیاد ہیں۔ کسی ریاست میں عدل و انصاف کو جانچنے کا معیار حقوق ہی ہیں۔"

سوال: قانونی حقوق سے کیا مراد ہے؟

جواب: **قانونی حقوق**

قانونی حقوق وہ حقوق ہیں جن کو ریاست آئین کے تحت تحفظ دیتی ہے۔ حقوق شہریوں کو یکساں حیثیت سے دیے جاتے ہیں۔ اگر کوئی خلاف ورزی کرے تو اسے سزا دی جاتی ہیں۔ ان کی تین اقسام ہیں:

1. معاشرتی حقوق 2. معاشی حقوق 3. سیاسی حقوق

سوال: کیا جمہوریت کی کامیابی کے لیے سیاسی جماعتوں کا ہونا ضروری ہے؟

جواب: **سیاسی جماعتیں اور جمہوریت**

جمہوریت کی کامیابی کے لیے سیاسی جماعتوں کا ہونا ضروری ہے۔

i. سیاسی جماعتیں عوام میں سیاسی شعور پیدا کرتی ہیں اور ان کی سیاسی تربیت کرتی ہیں۔

ii. سیاسی جماعتیں لوگوں کے مسائل کو حکومت کے سامنے پیش کرتی ہیں۔

iii. سیاسی جماعتیں برسر اقتدار لوگوں کو غلط کاموں سے روکتی ہیں۔

سوال: حق نمائندگی سے کیا مراد ہے؟

جواب: **حق نمائندگی**

اس سے مراد یہ ہے کہ افراد کو یہ حق دیا جائے کہ وہ انتخاب میں خود امیدوار بن سکے یا کسی کی حمایت کرے۔ حق نمائندگی یہ بھی ہے کہ وہ اپنا ووٹ اہل امیدوار کو دے۔ نمائندگی کے لیے مختلف ممالک میں امیدوار کی عمر مختلف ہوتی ہے۔

سوال: فرقہ پرستی کے کیا نقصانات ہیں؟

جواب: **نقصانات**

i. فرقہ پرستی سے قوم میں اتحاد ختم ہو جاتا ہے۔

ii. ملک میں امن وامان ختم ہو جاتا ہے۔

iii. فرقہ پرستی سے ملک میں لوگوں کے درمیان نفرت پیدا ہوتی ہے۔

iv. اس سے عوام کے اندر دشمنیاں پیدا ہوتی ہیں۔

سوال: اسلامی ریاست میں شخصی آزادی کا تحفظ کیسے کیا جاسکتا ہے؟

جواب: **آزادی کا تحفظ**

اسلامی ریاست میں فرد کی آزادی کو پورا پورا تحفظ دیا گیا ہے۔ کسی فرد کو بغیر شک کی بنا پر گرفتار نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی کسی فرد کو جرم ثابت ہوئے بغیر سزا دی جا سکتی ہے۔ ہر فرد ملک کے اندر آزادی سے تعلیم، دین، تجارت اور سفر کر سکتا ہے۔ وہ اپنے مذہب پر عمل کر سکتا ہے۔

سوال: دنیا میں کہاں کہاں مسلمانوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے؟

جواب: مسلمان اور ظلم و ستم

دنیا کے تمام خطوں میں تقریباً مسلمانوں پر ظلم و ستم ہو رہا ہے لیکن زیادہ تر ان علاقوں میں ہے۔

فلسطین، کشمیر، بوسنیا، چیچنیا، افغانستان، عراق، بھارت، امریکہ وغیرہ اہم ممالک ہیں۔ جہاں مسلمان کو سربازار قتل کیا جا رہا ہے۔

مختلف ممالک میں مسلمانوں کو ان کے بنیادی حق نہیں دیے جا رہے ہیں۔ کچھ ممالک میں تو مسلمانوں کی نسل کو ہی ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

سوال: معاشی حقوق کی تعریف کیجیے۔

جواب: معاشی حقوق

ایسے حقوق جن کا تعلق فرد کی معاشی زندگی سے ہو۔ افراد ان حقوق کے ذریعے اپنا روزگار تلاش کرتے ہیں اور اپنی جائیداد بنا سکتے ہیں اور اسے فروخت بھی کر سکتے ہیں۔ بہتر روزگار، اچھا معیار زندگی اہم حق ہے۔

سوال: فرائض سے کیا مراد ہے؟

جواب: فرائض

ریاست جہاں افراد کو چند تحفظات اور حقوق دیتی ہے۔ وہاں ان کو چند ذمہ داریاں بھی دیتی ہے تاکہ وہ ان کو پورا کر سکیں۔ فرائض کے معنی ہی ذمہ داری ہے۔ ریاست افراد پر چند پابندیاں عائد کرتی ہے۔ اس کو بھی فرائض کہا جاتا ہے۔ مثلاً ریاست کی اطاعت کرنا، قانون کا احترام کرنا وغیرہ۔

سوال: قرآن و سنت کے تحت حق زندگی کو واضح کیجیے۔

جواب: قرآن و سنت اور حق زندگی

اسلام نے انسانی جان کو انتہائی محترم قرار دیا ہے اور ایک انسان کے قتل کو تمام

انسانوں کا قتل ٹھہرا کر تحفظ زندگی کی اہمیت پر جس طرح زور دیا ہے۔ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ قرآن مجید میں ہے:

"جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا۔ اس نے گویا انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی کی جان بچائی گویا تمام انسانوں کو زندگی بخش دی۔"

معروضی سوالات

1. ہر سوال کے چار جوابات دیئے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i. مغربی دنیا نے میگنا کارٹا کے ذریعے کب انسانی حقوق کا اعلان کیا؟

(الف) 1205ء (ب) 1210ء

(ج) 1215ء (د) 1220ء

ii. سابق صدر نیلسن منڈیلا کا تعلق کس ملک سے ہے؟

(الف) کینیا (ب) امریکہ

(ج) ویسٹ انڈیز (د) جنوبی افریقہ

iii. ریاست کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیتی ہے

(الف) فرقہ پرستی (ب) وطن پرستی

(ج) وفاداری (د) آزادی

iv. پاکستان کے 1973ء کے آئین کے تحت قومی اسمبلی کے امیدوار کے لیے عمر کی کم سے کم کتنی ہے؟

(الف) 20 سال (ب) 25 سال

(ج) 30 سال (د) 35 سال

x. اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے انسانی حقوق کے عالمی منشور کا کب اعلان کیا؟

(الف) 24 اکتوبر 1945ء (ب) 14 اگست 1946ء

(ج) یکم ستمبر 1947ء (د) 10 دسمبر 1948ء

xi. "حقوق معاشرتی زندگی کی وہ شرائط ہیں جن کی عدم موجودگی میں کوئی فرد اپنی شخصیت کی تکمیل نہیں کر سکتا۔" حقوق کی یہ تعریف کس مفکر نے کی ہے؟

(الف) ہاب ہاؤس (ب) پروفیسر لاسکی

(ج) ارسطو (د) روسو

xii. استاد کی عزت، طالب علموں سے شفقت، ہمسایوں کا خیال، غریبوں کی مدد اور بڑوں کا احترام یہ سب کون سے حقوق ہیں؟

(الف) اخلاقی حقوق (ب) معاشرتی حقوق

(ج) معاشی حقوق (د) سیاسی حقوق

xiii. دنیا بھر میں مزدوروں کے تحفظ کے لیے کام کرتی ہیں

(الف) انجمنیں (ب) این۔جی۔او

(ج) ٹریڈ یونین (د) سیاسی جماعتیں

xiv. انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا سب سے بڑا شکار ہیں:

(الف) عیسائی (ب) ہندو

(ج) سکھ (د) مسلمان

xv. اسلام سے قبل عورت کی حیثیت

(الف) انتہائی کم تھی (ب) بہت اعلیٰ تھی

(ج) مرد کے مساوی تھی (د) مرد سے زیادہ تھی

i.	1215ء	ii.	[illegible] تحریک	iii.	فرقہ پرستی
iv.	25 سال	v.	10 دسمبر 1948ء	vi.	پروفیسر لاسکی
vii.	اخلاقی حقوق	viii.	ٹریڈ یونین	ix.	مسلمان
x.	انسانی ترقی				

[illegible] سوالات ـــ انشائیہ طرز

سوال 1۔ حقوق کی تعریف کریں اور شہریوں کے معاشرتی حقوق بیان کریں۔
جواب سوال نمبر 1 اور سوال نمبر 4 دیکھئے۔
سوال 2 پاکستان کے 1973ء کے آئین کے مطابق شہریوں کے حقوق و فرائض کی وضاحت کریں۔
جواب سوال نمبر 2 دیکھئے۔
سوال 3۔ شہریوں کو کون کون سے فرائض انجام دینا پڑتے ہیں؟ تفصیل بیان کریں۔
جواب سوال نمبر 6 دیکھئے۔
سوال 4۔ اسلامی ریاست میں شہریوں کے حقوق کا جائزہ لیں۔
جواب سوال نمبر 7 دیکھئے۔
سوال 5۔ شہریوں کے معاشی اور سیاسی حقوق پر روشنی ڈالیں۔
جواب سوال نمبر 5 دیکھئے۔
سوال 6 درج ذیل پر نوٹ لکھیں۔
(الف) انسانی حقوق کی خلاف ورزی
(ب) اخلاقی حقوق
جواب سوال نمبر 8 اور 3 دیکھئے۔

4
نظریہ پاکستان اور تحریک پاکستان
سبق کے اہم موضوعات
نظریہ پاکستان کے معنی و ہیئت
نظریے سے مراد، نظریہ پاکستان کا مفہوم
نظریہ پاکستان کی تعریف، پس منظر، ماخذ اور بنیادی اصول
نظریہ پاکستان کی فلاحی ریاست کے لیے اہمیت
قومی یکجہتی و یگانگت کا مفہوم اور فروغ کے لیے ضروری اقدامات
نظریہ پاکستان میں مختلف شخصیات کا کردار سر سید احمد خان،
ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ، قائداعظم محمد علی جناحؒ
مسلم لیگ کا قیام
قائداعظم کے چودہ نکات، قرارداد لاہور اور 3 جون 1947ء کا منصوبہ

نظریہ پاکستان اور تحریک پاکستان

(Ideology of Pakistan and Pakistan Movement)

سوال 1: نظریہ پاکستان کے معانی بیان کریں۔ نیز نظریہ سے کیا مراد ہے؟ نظریہ پاکستان کا مفہوم بھی تحریر کریں۔

جواب: **نظریہ پاکستان کے معانی**

نظریہ کے لغوی معانی قیاس، رائے اور فکری مسلک کے ہیں۔ لفظ نظریہ کے لیے انگریزی زبان میں آئیڈیالوجی (Ideology) کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے نظریہ پاکستان آئیڈیالوجی آف پاکستان (Ideology of Pakistan) کہلاتا ہے۔

نظریہ سے مراد

نظریہ سے مراد ایسا پروگرام یا لائحہ عمل ہے جس کی بنیاد فلسفہ یا نظریہ پر ہو اور جس میں انسانی زندگی کے سیاسی، تہذیبی اور معاشرتی پہلوؤں کے مسائل کو حل کرنے کے لیے منصوبہ پیش کیا گیا ہو۔

نظریہ پاکستان کا مفہوم

نظریہ پاکستان کا مفہوم یہ ہے کہ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے جس کی بنیاد اسلام پر رکھی گئی ہے۔ دین اسلام ہی وہ فلسفہ یا پروگرام ہے یا لائحہ عمل اور جذبہ ہے جو تحریک پاکستان اور قیام پاکستان کا باعث بنا۔

سوال2: نظریۂ پاکستان کی تعریف کریں۔ اس کے پس منظر ماخذ اور بنیادی اصولوں کی وضاحت کریں۔

جواب: **نظریۂ پاکستان کی تعریف**

نظریۂ پاکستان کی تعریف درج ذیل حوالوں سے دی گئی ہے۔

1. قرآن وسنت کے مطابق معاشرہ کی تخلیق

نظریۂ پاکستان ایک ایسے معاشرہ کی تخلیق کا نام ہے جس کی بنیاد قرآن مجید اور سنت رسولؐ کے اصولوں پر رکھی گئی ہوں۔

2. ایک عالمگیر اسلامی انقلاب

نظریۂ پاکستان جغرافیائی حدود سے بالاتر ایک عالمگیر اسلامی انقلاب کا نام ہے۔

3. کلمہ توحید کی بنیاد پر قوم کی تخلیق

نظریۂ پاکستان قوم کی تخلیق وتشکیل کلمہ توحید کی بنیاد پر کرتا ہے۔

4 ایک تجربہ گاہ کے حصول کے لیے سوچ کا نام

نظریۂ پاکستان اسلام کے سنہری اصولوں پر عمل درآمد کے لیے ایک تجربہ گاہ کے حصول کے لیے سوچ کا نام ہے۔

5. اقدار کی حفاظت کے لیے اقدامات کا نام

نظریۂ پاکستان مسلمانان برصغیر پاک و ہند کی معاشرتی، سیاسی، ثقافتی اور معاشی اقدار کی حفاظت کے لیے کیے جانے والے اقدامات کا نام ہے۔

6. مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت

نظریۂ پاکستان دنیا بھر کے مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کرنے والے ایک قلعہ کی تعمیر کا دوسرا نام ہے۔ ایک ایسا قلعہ جو مسلمانوں میں نظم وضبط کے فروغ اور اتحاد کا باعث بنے۔

7. اتحاد بین المسلمین کی عملی کوشش کا نام

قومی شناخت کو قائم رکھتے ہوئے پاکستان میں اسلام کی سربلندی و حکمرانی و مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کے لیے کی جانے والی عملی کوشش کا نام نظریہ پاکستان ہے۔

8. اسلامی اقدار کو عملی طور پر اپنانے کا نام

حقیقت میں اسلامی اقدار کی دیکھ بھال اور ان اقدار کو عملی طور پر اپنانے کا نام نظریہ پاکستان ہے۔

9. اسلامی اقدار و نظریات کے تحفظ کے لیے ایک الگ خطہ زمین کا حصول

نظریہ پاکستان سے مراد برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے لیے ایک ایسے الگ خطہ زمین کا حصول ہے جہاں مسلمان قرآن مجید و سنت رسول کی روشنی میں اسلامی نظریات و اقدار کا تحفظ کر سکیں اور ان کو فروغ دے سکیں۔

نظریہ پاکستان کا پس منظر

پاکستان ایک طویل اور مسلسل جدوجہد کے نتیجے میں وجود میں آنے والی ایک نظریاتی مملکت ہے جس کی بنیادیں اسلامی نظریہ حیات اور اسلامی فلسفہ پر قائم ہیں۔ برصغیر پاک و ہند کے معاشرتی، سیاسی اور تہذیبی پس منظر میں اسلامی فلسفہ زندگی کی بنیاد پر دو قوموں کا تصور ہی نظریہ پاکستان ہے۔ اسی تصور نے مسلمانوں کو احساس دلایا کہ وہ اپنے لیے ایک الگ وطن حاصل کریں۔

نظریہ پاکستان کا ماخذ

نظریہ پاکستان کا اصل ماخذ اور سرچشمہ اسلام ہے۔ پاکستان کا نظام حکومت چلانے کے لیے حقیقی رہنمائی اسلام سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اسلام ہر قوم، ہر وطن اور ہر دور کے لیے رہنما اصول فراہم کرتا ہے۔ اسلام کے رہنما اصولوں

میں بدلتے ہوئے وقت کے تقاضوں کا ساتھ دینے کی مکمل صلاحیت موجود ہے۔

نظریۂ پاکستان کے بنیادی اصول

1. اسلام

یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکستان کا قیام ہی اسلام کے نفاذ کی خاطر عمل میں آیا تھا اس لیے نظریۂ پاکستان میں اسلام کو وہی درجہ حاصل ہے جو روح کو جسم میں حاصل ہے۔ مسلمانانِ برصغیر پاک و ہند نے اپنے لیے ایک الگ آزاد خطۂ زمین کا مطالبہ اس لیے کیا تھا کہ وہ اپنی آزاد مملکت میں وہی اسلام نافذ کر سکیں جس پر وہ ایمان رکھتے ہیں۔

2. دوقومی نظریہ

تحریک پاکستان میں دوقومی نظریہ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ دوقومی نظریہ سے مراد یہ ہے کہ مسلمان اور ہندو دو الگ قومیں ہیں۔ دونوں کی تہذیب، ثقافت، اندازِ فکر، نصب العین، نظریات اور تصورات جدا جدا ہیں۔ ان دونوں کی مذہبی اور معاشرتی رسومات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ نہ یہ آپس میں شادیاں کر سکتے ہیں اور نہ ہی مل کر ایک ساتھ کھانا کھا سکتے ہیں۔ قائداعظمؒ نے فرمایا: "قوم کی ہر تعریف اور تشریح کی رو سے مسلمانانِ برصغیر ایک قوم ہیں۔ لہٰذا ان کا ایک الگ وطن ایک الگ علاقہ اور ایک علیحدہ ریاست ہونی چاہیے جہاں وہ اسلام کے اصولوں کے مطابق اپنی زندگی بسر کر سکیں۔"

3. نظامِ جمہوریت

نظریۂ پاکستان کی رو سے ملک کا سیاسی نظام جمہوریت ہے اور جمہوریت کا یہ اصول اسلام ہی سے لیا گیا ہے کیونکہ از روئے اسلام کسی بھی شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کی مرضی کے بغیر ان پر حکمرانی کرے۔ اس اعتبار سے پاکستان کے عوام اپنی مرضی اور آزادانہ رائے سے اپنے حکمرانوں کا انتخاب کریں گے اور منتخب نمائندے عوام کی بہتری، بھلائی اور فلاح و بہبود کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نظامِ حکومت

چلانے کے پابند ہوں گے۔

4. معاشی عدل

عوام کی معاشی فلاح و بہبود نظریہ پاکستان کا ایک بنیادی اصول ہے۔ اسلام کا معاشی عدل کا نظام ایک مثالی نظام ہے اور جدید فلاحی ریاست کے نظریے کے قریب تر ہے۔ لہٰذا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں تمام شہریوں کو بنیادی ضروریات زندگی کی فراہمی کو یقینی بنانا حکومت کی ذمہ داری قرار دی گئی ہے۔

5. طرزِ معاشرت

نظریہ پاکستان ایک خاص طرزِ معاشرت، تہذیب و ثقافت کا نام ہے۔ پاکستان کے مسلمانوں کی طرزِ معاشرت اور تہذیب و ثقافت [illegible] ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق تمام رسم و رواج اور طور طریقے پاکستان کے مسلمانوں کا ثقافتی [illegible] ہیں۔

سوال 3: فلاحی ریاست کے لیے نظریہ پاکستان کی اہمیت اُجاگر کریں۔

جواب: فلاحی ریاست کے لیے نظریہ پاکستان کی اہمیت

نظریہ پاکستان فلاحی ریاست کے لیے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ فلاحی ریاست کے لیے نظریہ پاکستان کی اہمیت درج ذیل ہے

1. قرآن و سنت کی پیروی

پاکستان کی بنیاد قرآن و سنت پر ہے۔ لہٰذا ہمیں قرآن و سنت کے احکامات پر عمل کرنا چاہیے۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ:

"زمین و آسمان پر اللہ کی بادشاہت ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔"

پاکستان ایک فلاحی ریاست اسی صورت بن سکتا ہے جب ہم یہ مان لیں کہ یہ کائنات اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہے اور وہی اس کا مالک و مختار ہے کیونکہ اسی نظریے سے ہماری دنیا اور آخرت سنور سکتی ہے۔

2. اتحاد عالم اسلام

پاکستان کا نظریہ سب کو اتحاد عالم اسلام کی دعوت دیتا ہے۔ اس نظریہ کے مطابق رنگ، نسل، علاقہ، زبان، قد وغیرہ سب امتیازات ختم ہو جاتے ہیں۔ دُنیا کے تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اگر اتحاد عالم اسلام کے نظریہ کو عمل میں لایا جائے تو پاکستان ایک فلاحی ریاست بن سکتا ہے۔

3. ترقی

ایک فلاحی ریاست کی ترقی اور نشوونما کے لیے مضبوط عقیدہ، لائحہ عمل اور نصب العین کی ضرورت ہوتی ہے۔ نظریۂ پاکستان ہمیں یہ چیزیں دیتا ہے۔ دُنیا کے مختلف پہلوؤں اور زندگی کے مختلف شعبوں میں یہ نظریہ ہمیں ترقی کی طرف لے جاتا ہے۔ نظریۂ پاکستان ہماری تہذیب و ثقافت کے عین مطابق ہے۔ دو قومی نظریہ ہمیں دوسرے لوگوں سے جدا کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ ہمارا رہن سہن، دین، کھانا پینا اور عبادات دوسرے مذاہب سے الگ ہیں اور درست ہیں۔ سچائی کا ساتھ دینا اور نیکی فلاحی ریاست کا اہم رکن ہے۔

سوال 4: قومی یکجہتی کا مفہوم بیان کریں اور اس کے فروغ کے لیے ضروری اقدامات کا جائزہ لیں۔

جواب: قومی یکجہتی و یگانگت

قومی یکجہتی سے مراد قوم کے مختلف طبقوں اور گروہوں میں وحدت و یگانگت اور باہمی تعاون کا پایا جانا ہے۔ کوئی بھی ملک اس وقت تک مضبوط نہیں ہو سکتا جب تک اس کے شہریوں میں ہمدردی، تعاون اور ایثار کے جذبات موجود نہ ہوں۔ ہمیشہ نفرت، خلفشار اور عصبیت نے قوموں کو تباہ کیا ہے۔ قومی یکجہتی کو اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔

"قومی یکجہتی سے مراد یہ ہے کہ کسی قوم کے اندر اتحاد، یکجہتی اور تنظیم و استحکام کی وہ کیفیت ہے جس کی وجہ سے وہ اپنی آزادی اور

قومی وقار کو برقرار رکھنے کے قابل ہوتی ہے۔ لہٰذا بیرونی خطروں کا مقابلہ اور اندرونی طاقتوں کا سدِباب کرنا ہوتا ہے۔" (محمد امین جاوید)

"قومی یکجہتی سے مراد افراد کے مختلف گروہوں کا وہ احساس ہے جس کی بناء پر وہ ذاتی، گروہی، علاقائی مفادات سے بالاتر ہو کر اجتماعی مفاد کے لیے سرگرمِ عمل ہو جاتے ہیں۔"

کسی ملک میں اس کے مختلف علاقوں میں مختلف ثقافت، مختلف زبانیں، رنگ، نسلیں ہوں لیکن ان میں مل جل کر رہنے، تعاون، اشتراک ہو۔ ان کی ملی مفادات پر ایک ہی رائے ہو تو ہم اسے قومی یکجہتی کہتے ہیں۔

فروغ کے لیے ضروری اقدامات

1. اسلام سے تعلق

دین اسلام کی تعلیمات سے ہمیں اتحاد، یگانگت و یکجہتی کا سبق ملتا ہے۔ دین اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے سے ہم متحد رہ سکتے ہیں۔ اگرچہ پنجابی، سندھی، بلوچی اور پٹھان میں بہت سے طور طریقے، طرزِ معاشرت اور خاندانی رسم و رواج مختلف ہیں لیکن یہ سب اسلام کے رشتے میں منسلک ہونے کی وجہ سے بھائی بھائی ہیں۔ اگر ہم اسلامی تعلیمات کے مطابق ایک دوسرے سے تعاون کریں گے، ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور ہمارے اندر اخوت کا جذبہ بھی ہو تو ہمارے تمام اختلافات کا خاتمہ ہو جائے گا۔

2. نظریہ پاکستان کو سمجھنا

ہماری کامیابی کے لیے یہ بات بہت ضروری ہے کہ ہم نظریہ پاکستان کو اچھی طرح سمجھ لیں کیونکہ نظریہ پاکستان ہی پاکستان کی بنیاد ہے۔ ہمارے لیے نظریہ پاکستان کو سمجھنا اس لیے بھی ضروری ہے تاکہ ہم اپنی قومی شناخت کو پس پشت ڈال کر صوبائیت کا شکار نہ ہو جائیں۔ ہماری نئی نسل کو حصولِ پاکستان کی وجہ اور اس کے حصول کے لیے دی جانے والی قربانیوں اور طویل جدوجہد کے بارے میں علم ہونا چاہیے۔ تاکہ وہ اس کے استحکام اور ترقی کے لیے متحد ہو جائیں۔

3. قائداعظمؒ کے فرمودات پر عمل

بانیٔ پاکستان قائداعظمؒ نے دن رات کام کر کے ہمارے لیے پاکستان کا حصول ممکن بنایا۔ آپ نے پاکستان کی سالمیت تحفظ اور بقاء کے لیے مسلمانوں کو اخوت اور بھائی چارے کا درس دیا۔ آپ نے مسلمانوں کو تلقین کی کہ وہ آپس میں اتحاد اور یکجہتی پیدا کریں۔ لہٰذا پاکستان کے عوام و خواص کا فرض ہے کہ وہ ان کے فرمودات پر عمل کریں۔

4. پاکستان ایک مقدس امانت

ہم سب پاکستانیوں کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ پاکستان ایک مقدس اور پاکیزہ امانت ہے اور اس امانت کی حفاظت کرنا ہم سب کا قومی فریضہ ہے۔ ہمارا تعلق خواہ کسی بھی صوبہ سے ہو اور ہم کسی بھی علاقے میں رہتے ہوں۔ ہمارا اولین فرض یہ ہے کہ ہم پاکستانی بن کر سوچیں۔ صوبائی یا ذاتی مفاد کو پس پشت ڈال کر قومی مفاد کو پیش نظر رکھیں۔

5. جذبہ حب الوطنی

قومی اتحاد اور یکجہتی کے لیے ضروری ہے کہ وطن سے محبت کی جائے کیونکہ اگر وطن نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ ہمیں اس بات کو اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ پاکستان ایک طویل اور مسلسل جدوجہد کے بعد حاصل کیا گیا۔ اس کے حصول کے لیے بے شمار جانیں قربان ہوئیں اس لیے یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم سچے محب وطن بنیں اور متحد ہو کر اس کی حفاظت کریں۔

6. ذرائع نشر و اشاعت کا صحیح استعمال

موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ اور نشر و اشاعت' قومی یکجہتی کے فروغ کے لیے بہت اہم ہیں۔ اگر ان وسائل کو مثبت انداز میں استعمال میں لایا جائے تو یہ لوگوں میں جذبہ حب الوطنی پیدا کر سکتے ہیں اور اسلامی بھائی چارے اور اسلامی طرز زندگی کو فروغ دے سکتے ہیں۔

7. قومی زبان کی ترویج

ملک میں ایک مشترکہ زبان کی ترویج بھی قومی یکجہتی کو فروغ دینے کے لیے بہت ضروری ہے۔ قائداعظمؒ نے شروع ہی میں پاکستان کے لیے ایک قومی زبان یعنی اُردو کو پسند

کیا تھا' کیونکہ ایک مشترکہ قومی زبان مختلف رنگ و نسل کے لوگوں کے مابین اتحاد و یگانگت کا شعور اُجاگر کرنے کا اہم ذریعہ ہے اور اس طرح ان میں ایک ہونے کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ مقامی زبانوں کی ترقی بھی ضروری ہے۔ انہیں بھی ترقی کے مواقع ملنے چاہئیں لیکن قومی زبان پر توجہ زیادہ ہو۔

8. صوبائیت پرستی کا خاتمہ

صوبائیت پرستی ایک ایسی برائی اور لعنت ہے جو ملک میں خلفشار اور انتشار پیدا کر کے قومی اتحاد کو پارہ پارہ کر دیتی ہے۔ پاکستان میں ایسے خود غرض سیاست دانوں کی کمی نہیں ہے جو اپنے مخصوص مقاصد کے حصول کے لیے صوبائیت اور علاقائیت پرستی کو ہوا دیتے ہیں۔ اس قسم کے رجحانات کی سختی کے ساتھ حوصلہ شکنی کرنی چاہیے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمیں اس قسم کے رجحانات کی بیخ کنی کے لیے ہر وقت تیار اور مستعد رہنا چاہیے۔

9. اسلامی جمہوری روایات کا تحفظ

اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق سب مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں۔ ایک مومن کو تلقین کی گئی ہے کہ جو کچھ وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ وہی کچھ وہ اپنے بھائی کے لیے بھی پسند کرے۔ اسلام مسلمانوں کو مساوات' اتحاد' خلوص' ہمدردی اور ایثار کی تعلیم دیتا ہے۔ ہم ان اسلامی تعلیمات پر عمل کر کے اور اسلامی جمہوری روایات کا تحفظ کر کے معاشرے اور ملک میں اتحاد اور یکجہتی و یگانگت کی فضا پیدا کر سکتے ہیں۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم نئی نسل کو بھی اپنی شاندار اسلامی جمہوری روایات سے آگاہ کریں تاکہ قومی یکجہتی کو فروغ دیا جا سکے۔

10. نظام تعلیم

ہمارا نظام تعلیم بھی بامقصد اور ملکی نظریات سے ہم آہنگ ہونا چاہیے۔ نظام تعلیم ایسا ہو کہ وہ طلبہ میں اُخوت' محبت اور یگانگت پیدا کرے۔ ان سے نفرت' تعصب اور تشدد کو ختم

کرے۔ ہمارے نظام تعلیم کے چند قومی مقاصد ہوں جن کی وجہ سے پوری قوم میں یگانگت پیدا ہونی چاہیے۔ نظام تعلیم میں نصاب اہم چیز ہے۔ اس سے غیر اسلامی چیزیں خارج کی جائیں۔ نصاب کو اسلامی رنگ دیا جائے۔

11. پسماندہ علاقوں کی ترقی

حکومت کو چاہیے کہ وہ ملک کے تمام حصوں پر توجہ دے اور پورے ملک کی فلاح و بہبود کے پروگرام مرتب کرے لیکن جو علاقے زیادہ پسماندہ ہوں۔ ان پر زیادہ توجہ دی جائے اور ان میں احساس محرومی پیدا نہ ہونے دیا جائے۔ اس سے یکجہتی میں اضافہ ہوگا۔

سوال 5: تحریک پاکستان کے حوالے سے درج ذیل شخصیات کا کردار واضح کریں

(الف) سر سید احمد خانؒ (ب) ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ

(ج) قائداعظم محمد علی جناحؒ

جواب: **(الف) سر سید احمد خانؒ**

پیدائش و ابتدائی تعلیم:

سر سید احمد خانؒ 17 اکتوبر 1817ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق ایک علمی گھرانے سے تھا۔ آپ کے والد محترم کا نام سید محمد تقی تھا۔ بچپن میں مروجہ تعلیم حاصل کی۔

ملازمت

سر سید احمد خانؒ کو اپنے والد کی وفات کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی میں ملازمت کرنا پڑی۔ دورانِ ملازمت آپ نے اپنی ذاتی محنت اور خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے ترقی کی۔ آپ کو 1846ء میں صدر امین مقرر کر دیا گیا۔ پھر 1854ء میں دہلی سے بجنور بھیجا گیا۔ 1858ء میں صدر الصدور کے عہدے پر ترقی دے کر مراد آباد بھیج دیا گیا۔

وفات

ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد سر سید احمد خان علی گڑھ میں سکونت پذیر ہو گئے

اور 1898ء میں علی گڑھ میں ہی وفات پائی۔

تحریک پاکستان کے حوالے سے سر سید احمد خان کی خدمات

1857ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمان مایوس ہو چکے تھے۔ ان کی معاشی، معاشرتی اور سیاسی حالت بہت خراب تھی۔ آپ نے انہیں حوصلہ دیا۔ انہوں نے مسلمانوں کی خدمت کے لیے تعلیم ایک ذریعہ بنایا۔ انہوں نے مسلمانوں کی خدمت زندگی کے ہر پہلو سے کی جس کی وجہ سے پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔ تحریک پاکستان کے حوالے سے ان کی چند خدمات درج ذیل ہیں:

1. انگریزوں اور مسلمانوں کے درمیان نفرت کے خاتمہ کی کوشش

سر سید احمد خان نے انگریزوں اور مسلمانوں کے درمیان پائی جانے والی نفرت کو ختم کرنے اور انگریزوں کی مسلم دشمنی کی پالیسی کو بدلنے کے لیے دو کتابیں لکھیں۔ ان میں سے ایک کتاب کا نام "رسالہ اسباب بغاوت ہند" اور دوسری کتاب کا نام "ہندوستان کے وفادار مسلمان" تھا۔

2. اسلام اور عیسائیت کے درمیان مشابہت کو ثابت کرنا

سر سید احمد خان نے "تبیین الکلام" کے نام سے انجیل کی تفسیر لکھی تاکہ اسلام اور عیسائیت میں پائی جانے والی مشابہت ثابت ہو سکے۔

3. رسالہ احکام طعام اہل کتاب

اس رسالے میں سر سید احمد خان نے اس بات کو ثابت کیا کہ مسلمان اور عیسائی مل کر کھانا کھا سکتے ہیں۔

4. فارسی مدرسہ کا قیام

سر سید احمد خان نے 1859ء میں مراد آباد کے مقام پر ایک فارسی مدرسہ قائم کیا۔

5. غازی پور میں انگریزی سکول کا قیام

سر سید احمد خان نے 1863ء میں غازی پور کے مقام پر ایک انگریزی سکول قائم کیا۔

6. غازی پور میں سائنٹیفک سوسائٹی کا قیام

سرسید احمد خان نے غازی پور میں سائنٹیفک سوسائٹی قائم کی۔ اس سوسائٹی کے قیام کا مقصد انگریزی ادب کی اُردو زبان میں منتقلی تھی۔

7. علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ کا اجراء

یہ ایک اخبار تھا جو کہ 1866ء میں سائنٹیفک سوسائٹی کے زیر اہتمام جاری کیا گیا۔

8. انگلستان کے نظام تعلیم کا جائزہ اور انجمن ترقی مسلمانانِ ہند کا قیام

سرسید احمد خان 1869ء میں اپنے بیٹے سید محمود کے ساتھ انگلستان کے دورے پر گئے۔ وہاں کے نظام تعلیم کا بغور غائر جائزہ لیا اور 1870ء میں انگلستان سے واپسی کے بعد ایک ادارے کی بنیاد رکھی۔ اس ادارے کا نام "انجمن ترقی مسلمانانِ ہند" تھا اور اس ادارے کے قیام کا مقصد ہندوستان کے مسلمانوں کو جدید علوم کی تعلیم دینا تھا۔

9. رسالہ تہذیب الاخلاق کی اشاعت

سرسید احمد خان نے 1870ء میں ایک رسالہ شائع کیا جس کا نام "رسالہ تہذیب الاخلاق" تھا۔ اس رسالے کی اشاعت کا مقصد مسلمانوں کو مروجہ معاشرتی آداب، اصولوں اور طور طریقے بتانا تھا تاکہ مسلمانوں اور انگریزوں میں دوری ختم کرنا تھا۔

10. ایم۔ اے۔ او ہائی سکول کا قیام

سرسید احمد خان کی بہترین خدمت علی گڑھ کے مقام پر ایم۔ اے۔ او ہائی سکول قائم کرنا ہے۔ اس سکول کو 1877ء میں کالج بنا دیا گیا۔ پھر 1920ء میں یہ کالج یونیورسٹی بن گیا۔ یہ یونیورسٹی "مسلم علی گڑھ یونیورسٹی" کہلاتی ہے۔ سرسید احمد خان کے قائم کردہ ان تعلیمی اداروں نے مسلمانوں کو اعلیٰ تعلیم فراہم کی۔ انہی لوگوں نے تحریک پاکستان میں نمایاں حصہ لیا اور پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔

11. آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا قیام

1886ء میں سرسید احمد خان نے ایک غیر سیاسی تنظیم "آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل

کانفرنس" قائم کی۔ اس تنظیم کے قیام کا مقصد مسلمانانِ برصغیر کے لیے تعلیمی ترقی کے مختلف اقدامات کرنا اور ان میں تعلیمی جذبہ اور شوق کو اُبھارنا تھا۔

12. مسلمانانِ ہند کے لیے لفظ "قوم" کا استعمال

سرسید احمد خان وہ شخصیت ہیں جنھوں نے جنوبی ایشیاء میں مسلمانوں کے لیے سب سے پہلے "قوم" کا لفظ استعمال کیا۔

13. دوقومی نظریے کی بنیاد

سرسید احمد خان نے 1867ء میں بنارس میں ہندی اُردو جھگڑے کی بنیاد پر دوقومی نظریے کی بنیاد رکھی۔ ہندوستان کی تقسیم اسی دوقومی نظریے کی بنیاد پر عمل میں آئی۔

سرسید احمد خان کی ان تمام کوششوں سے مسلمانانِ برصغیر کو ایک نیا جذبہ اور حوصلہ ملا۔ تحریک علی گڑھ نے مسلمانوں کے قومی تشخص کو بحال کیا اور انہیں سیاسی حقوق دیے۔ اسی تحریک کی بدولت مسلمانانِ ہند کے معاشرتی وقار میں اضافہ ہوا اور پاکستان ظہور میں آیا۔

(ب) ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ

تعارف

علامہ محمد اقبالؒ کا شمار اُن عظیم شخصیات میں ہوتا ہے جن کو پاکستانی قوم عقیدت و احترام کی نظروں سے دیکھتی ہے۔ علامہ اقبال صرف ایک فلسفی اور شاعر ہی نہ تھے بلکہ ترجمان اسلام اور سیاست دان بھی تھے۔ برصغیر کے مسلمانوں کو ایک علیحدہ اسلامی مملکت کا واضح اور ٹھوس تصور سب سے پہلے علامہ اقبالؒ نے اپنے خطبہ الٰہ آباد میں دیا۔

پیدائش

علامہ اقبالؒ 9 نومبر 1877ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق ایک دین دار گھرانے سے تھا۔ آپ کے والد محترم کا نام شیخ نور محمد تھا۔ شیخ نور محمد ایک متقی اور نیک انسان تھے۔ آپ کے استاد کا نام سید میر حسن تھا جن کی تربیت کا آپ پر بہت گہرا اثر مرتب ہوا۔

تعلیم

سیالکوٹ میں میرے کالج سے ایف۔اے کرنے کے بعد آپ نے گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے اور ایم اے فلسفہ کے امتحانات پاس کیے۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے 1905ء میں یورپ کے سفر پر روانہ ہوئے۔ انگلینڈ سے بار ایٹ لاء کا امتحان پاس کیا اور میونخ یونیورسٹی جرمنی سے پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد آپ وطن لوٹ آئے۔

ملازمت

وطن واپس آنے کے بعد آپ نے کچھ عرصہ گورنمنٹ کالج لاہور میں تدریسی خدمات سرانجام دیں لیکن جلد ہی اس ملازمت کو چھوڑ دیا اور وکالت کا پیشہ اختیار کر لیا۔

پنجاب اسمبلی کی رُکنیت

علامہ اقبالؒ پنجاب اسمبلی کے رُکن بھی رہے۔

وفات

علامہ اقبالؒ نے 21 اپریل 1938ء کو وفات پائی۔ آپ کو لاہور کی تاریخی بادشاہی مسجد کے سامنے دفن کیا گیا۔

خدمات

علامہ محمد اقبالؒ نے تحریک پاکستان میں جو نمایاں خدمات سرانجام دیں اُن کا جائزہ مندرجہ ذیل ہے:

1. مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنا

تاریخ پاکستان میں علامہ اقبالؒ کا ایک اہم مقام ہے۔ آغاز میں آپ ہندو مسلم اتحاد کے داعی تھے۔ آپ کے ابتدائی اشعار میں اس بات کی عکاسی ہوتی ہے۔ بعد میں یورپ کی اعلیٰ تعلیم نے آپ کے خیالات بدل دیئے اور اپنے اشعار کے ذریعہ سے آپ نے

مسلمانوں میں بیداری پیدا کی۔آپ کی یہ خواہش تھی کہ پورا عالم اسلام متحد ہو جائے۔

2. مسلمانوں کی الگ آزاد ریاست کا تصور پیش کرنا

علامہ محمد اقبال کو تصور پاکستان کا خالق اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ 1930ء میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں جو کہ الٰہ آباد کے مقام پر منعقد ہوا اپنے صدارتی خطبہ میں مسلمانوں کے لیے ایک الگ آزاد ریاست کے قیام پر روشنی ڈالی۔آپ نے کہا کہ ہندوستان کے مسلمان دوسری تمام قوموں سے الگ ایک قوم ہیں اور ہندو مسلم تعلقات کا واحد حل یہی ہے کہ مسلم اکثریت کے علاقوں یعنی پنجاب، سندھ، بلوچستان اور شمال مغربی سرحدی صوبہ میں اُن کی اسلامی ریاست بنا دی جائے۔

3. گول میز کانفرنس میں شرکت

علامہ اقبالؒ نے دوسری گول میز کانفرنس میں شرکت کر کے مختلف راہنماؤں کو اپنے خیالات کے بارے میں بتایا۔

4. قائداعظم سے وطن واپسی کی درخواست

قائداعظم ہندوستان کے حالات سے بد دل ہو کر انگلینڈ چلے گئے تو آپ نے 1934ء میں انہیں ہندوستان آنے کی دعوت دی تا کہ وہ مسلم لیگ کی قیادت کر سکیں۔ قائداعظم واپس آئے اور مسلم لیگ کی قیادت کی۔1947ء میں پاکستان بن گیا۔

(ج) قائداعظم محمد علی جناحؒ

پیدائش اور ابتدائی تعلیم

قائداعظم محمد علی جناحؒ کی پیدائش کراچی میں ہوئی۔آپ 25 دسمبر 1876ء کو پیدا ہوئے۔آپ کے والد کا نام پونجا جناح تھا جو کاروبار کرتے تھے۔آپ نے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد دس برس کی عمر میں سندھ مدرسہ ہائی سکول کراچی میں داخلہ لیا اور 1892ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔

لنکن ان یونیورسٹی سے قانون کی تعلیم

میٹرک کے بعد آپ نے قانون کی تعلیم لندن کی لنکن ان یونیورسٹی سے حاصل کی اور 1896ء میں وطن واپس آ گئے۔

بمبئی (ممبئی) میں وکالت

جب آپ 1896ء میں وطن لوٹے تو مالی حالات اچھے نہ ہونے کی بناء پر بمبئی (ممبئی) میں وکالت کا آغاز کیا۔

کانگرس میں شمولیت

1906ء میں کانگرس کے صدر دادا بھائی نوروجی کے کہنے پر آپ کانگرس میں شامل ہو گئے۔

مسلم لیگ میں شمولیت

1913ء میں سید وزیر حسن کے کہنے پر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔

پاکستان کے پہلے گورنر جنرل

1947ء میں قیام پاکستان کے بعد پاکستان کے پہلے گورنر جنرل بنے۔

وفات

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے 11 ستمبر 1948ء کو وفات پائی۔ آپ کا مزار کراچی میں ہے۔

خدمات:

1. مسلمانوں کے لیے ہندوؤں سے جداگانہ انتخاب کا حق منوانا

1916ء میں قائداعظمؒ نے میثاق لکھنو کے تحت دونوں قوموں (ہندوؤں اور مسلمانوں) کو آپس میں متحد کر دیا مسلمانوں کے لیے ہندوؤں سے جداگانہ انتخاب کا حق منوا لیا اور "سفیر امن" کا خطاب پایا۔

2. رولٹ ایکٹ کے خلاف آواز بلند کرنا

1919ء میں سرسڈنی رولٹ نے ایک ایکٹ پاس کروایا جسے رولٹ ایکٹ کا نام دیا گیا یہ ایک کالا قانون تھا جس میں انتظامیہ کو لامحدود اختیارات دیئے گئے اور شہریوں کے حقوق پامال کیے گئے۔ قائداعظمؒ نے اس کے خلاف آواز بلند کی اور حکومت برطانیہ سے کہا کہ جو قوم امن کے زمانے میں کالے قانون بناتی ہے وہ مہذب قوم نہیں ہو سکتی۔

3. تجاویز دہلی

1927ء میں تجاویز دہلی میں قائداعظمؒ نے جداگانہ انتخاب کے حق سے دست بردار ہو کر ہندوؤں سے دیگر بہت زیادہ آئینی مراعات حاصل کر لیں۔

4. نہرو رپورٹ کو مسترد کرنا

1928ء میں نہرو رپورٹ کو مسترد کر کے 1929ء میں چودہ نکات پیش کیے۔ جس سے پاکستان کی منزل متعین ہو گئی۔

5. گول میز کانفرنس میں شرکت

گول میز کانفرنسوں (1930-31ء) میں شرکت کر کے مسلمانوں کے قومی تشخص کو برقرار رکھا۔

6. مسلم لیگ کی تنظیم نو

1934ء میں مردہ مسلم لیگ میں جان ڈال کر تحریک آزادی کو آگے بڑھایا۔

7. قومی نظریے کی وضاحت

1940ء میں منٹو پارک مسلم لیگ کے اجلاس میں قرارداد لاہور سے ایک دن پہلے دو قومی نظریے کی وضاحت کی جو پاکستان کی بنیاد بنا۔

8. مسلم لیگ اور کانگرس کے درمیان مفاہمت کی کوششیں

1940ء سے 1945ء کے درمیانی عرصہ میں ایک طرف حکومت اور سیاسی

جماعتوں کے درمیان اور دوسری طرف مسلم لیگ اور کانگرس کے درمیان مفاہمت پیدا کرنے کی سعی کوششیں کیں۔ جن میں کرپس مشن گاندھی جناح مذاکرات اور شملہ کانفرنس قابل ذکر ہیں۔

9. 1945-1946ء کے مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات میں کامیابی

1945-1946ء کے مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات میں کامیابی قائداعظم کی محنت کا ثمر ہے۔ انہوں نے دونوں قوموں (انگریزوں و ہندوؤں) کی سازشوں کا جال ختم کر دیا۔ آخرکار ماؤنٹ بیٹن نے 3 جون کا منصوبہ پیش کر کے قیام پاکستان کی حامی بھر لی اور 14 اگست 1947ء کو پاکستان عالم وجود میں آ گیا۔

سوال 6: مسلم لیگ کے قیام کا پس منظر کیا تھا؟ نیز اس کے قیام کے مقاصد اور اہمیت پر روشنی ڈالیں۔

جواب: مسلم لیگ کے قیام کا پس منظر

1905ء میں لارڈ کرزن نے بنگال کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ تاکہ ہر حصے میں انتظام بہتر طریقے سے چلایا جا سکے۔ اس تقسیم سے مسلمانوں کو فائدہ حاصل ہوا۔ ہندو مسلمانوں کے فائدے کی کوئی بات ہرگز برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے اس تقسیم کے خلاف سخت احتجاج شروع کر دیا۔ مسلمانوں نے ہندوؤں کی مخالفت، انگریزوں کی آئینی اصلاحات کے رجحان اور شملہ وفد کی کامیابی کے پیش نظر اپنے سیاسی مفادات کے تحفظ کے لیے ایک سیاسی جماعت بنانے کے بارے میں سوچا۔ لہٰذا دسمبر 1906ء میں ڈھاکہ کے مقام پر محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے سالانہ اجلاس کے موقع پر ایک سیاسی جماعت کے قیام پر غور و فکر کیا گیا اور 30 دسمبر 1906ء کو نواب وقار الملک کی زیر صدارت ہونے والے اجلاس میں نواب سلیم اللہ کی تحریک پر آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔

سر آغا خان اس کے پہلے صدر اور نواب محسن الملک سیکرٹری اور وقار الملک اس کے جائنٹ سیکرٹری مقرر ہوئے۔ اس کا پہلا باقاعدہ اجلاس دسمبر 1907ء کو کراچی میں ہوا۔

مسلم لیگ کے قیام کے مقاصد

مسلم لیگ کے قیام کے مقاصد درج ذیل تھے:

1. وفاداری

انگریزوں اور مسلمانوں کے درمیان غلط فہمیوں کو دور کرنا، حکومت کے ساتھ تعلقات کو بہتر بنانا اور ہندوستان کے مسلمانوں میں جذبہ وفاداری پیدا کرنا۔

2. حقوق اور مفادات کا تحفظ

مسلمانوں کے سیاسی حقوق اور مفادات کا تحفظ کرنا اور اس کو مناسب طریق سے حکومت کے سامنے پیش کرنا۔

3. اقوام سے تعلقات

ہندوستان میں رہنے والے دیگر تمام اقوام سے اچھے تعلقات پیدا کرنا۔ ان سے تعاون اور ہم آہنگی پیدا کرنا۔

1913ء میں مسلم لیگ کے مقاصد میں تبدیلی کر دی گئی اور یہ مقاصد ہوئے۔

(1) حکومت کی خود اختیاری کے لیے کوشش کرنا

(2) لوگوں میں عوامی خدمت کا جذبہ پیدا کرنا

مسلم لیگ کے قیام کی اہمیت

مسلم لیگ 1906ء میں قائم ہوئی۔ مسلم لیگ کی قیادت میں تحریک پاکستان شروع ہوئی اور 1947ء میں پاکستان وجود میں آ گیا۔ اس کی ابتداء سے لے کر اب تک اس کی افادیت و اہمیت میں اضافہ ہوا جو درج ذیل ہے:

1. اتحاد

مسلم لیگ کے قیام سے قبل مسلمانوں کی سیاسی حالت بہت ہی خراب تھی۔ وہ

احساس کمتری میں مبتلا ہو چکے تھے کیونکہ ان کے حقوق کے لیے کوئی بھی آواز بلند کرنے والا نہ تھا۔ مسلم لیگ نے انہیں اعتماد دیا۔ اور ان کی آواز ایوان بالا تک پہنچائی۔

2. جداگانہ انتخاب

مسلم لیگ نے مسلمانوں کے لیے جداگانہ انتخاب کا مطالبہ کیا جو کہ 1909ء کے ایکٹ میں منظور کر لیا گیا۔ اس ایکٹ کے ذریعے مسلمانوں کو ہندو ووٹر سے کم معیار پر ووٹ دینے کا حق دیا۔ اس طرح مسلمانوں کو مزید رعایت حاصل ہوگئی۔

3. معاہدہ لکھنؤ

مسلم لیگ اور کانگریس کے درمیان 1916ء میں معاہدہ ہوا۔ اس معاہدہ کے ذریعہ مسلمانوں نے اپنے حقوق منوا لیے اور اپنی حیثیت بھی منوائی۔ اس کے ذریعے مسلمانوں نے جداگانہ انتخاب وزارتوں میں حصہ، مجلس قانون میں حصہ لے لیا۔

4. حقوق کا تحفظ

مسلم لیگ نے تمام مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا گیا۔ مسلمانوں کے حقوق کے لیے آواز بلند کی۔ مسلمانوں کے مفادات اور مطالبات کو حکومت کے سامنے رکھا اور ان کو منوایا بھی۔

5. سیاسی شعور

مسلم لیگ نے مسلمانوں کو سیاسی شعور دیا۔ لوگوں کو بتایا کہ ان کے حقوق کیا ہیں؟ اور وہ انہیں کس طرح حاصل کر سکتے ہیں؟ مسلمانوں میں ایک تحریک پیدا کی جس کی وجہ سے مسلمانوں کو آزادی حاصل ہوئی۔

6. تصور پاکستان

مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے علامہ اقبالؒ نے 1930ء میں پاکستان کا تصور پیش

کیا جو قائد اعظم کی قیادت میں 1947ء میں معرض وجود میں آیا۔

7. قرارداد پاکستان

حضرت محمد علی جناحؒ نے 1940ء میں مسلم لیگ کے زیر پلیٹ فارم قرارداد پاکستان (لاہور) پیش کی اور اس پر عمل کر کے دکھایا۔ اس طرح پاکستان قائم ہوا۔

سوال 7: قائد اعظم کے مشہور چودہ نکات بیان کریں۔

جواب: قائد اعظم کے چودہ نکات

1927ء میں حکومت برطانیہ نے اعلان کیا کہ برصغیر کے لوگ کوئی متفقہ دستور بنا کر پیش کریں۔ اس پر برصغیر کی تمام سیاسی جماعتوں نے ایک اجلاس میں موتی لال نہرو کی قیادت میں ایک کمیٹی بنائی تاکہ دستور تیار ہو۔ نہرو نے ایک رپورٹ دی جسے نہرو رپورٹ کہا جاتا ہے۔

نہرو رپورٹ ہندوانہ ذہنیت کی آئینہ دار تھی جس میں مسلمانوں کے تمام مفادات کو نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ قائد اعظم نے اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کی طرف سے مطالبات پیش کیے جنہیں چودہ نکات کہا جاتا ہے۔ درج ذیل ہیں:

1. وفاقی طرز کا آئین

آئندہ سے ہندوستان کا آئین وفاقی طرز کا ہو۔

2. صوبائی خودمختاری اور یکساں اختیارات

صوبوں کو خودمختاری دی جائے اور انہیں یکساں اختیارات حاصل ہوں۔

3. جداگانہ طریقہ انتخاب کو برقرار رکھنا

مسلمانوں کے لیے جداگانہ انتخاب کا طریقہ برقرار رکھا جائے۔

4. مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کی نمائندگی

مسلمانوں کو مرکزی اسمبلی میں ایک تہائی (1/3) نمائندگی دی جائے۔

5. صوبوں میں اقلیتوں کی نمائندگی

تمام صوبوں میں اقلیتوں کو مناسب و موزوں نمائندگی دی جائے اور کسی فرقہ یا گروہ کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل نہ کیا جائے۔

6. کسی قانون ساز ادارے میں کوئی بل یا قرارداد پیش کرنا

کسی بھی قوم سے متعلقہ کوئی بل یا قرارداد کسی بھی قانون ساز ادارے میں پیش نہ کی جائے۔ اگر اس قوم کے تین چوتھائی (3/4) ارکان اس کی مخالفت میں ہوں۔

7. سندھ کی بمبئی سے علیحدگی

سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کر دیا جائے۔

8. صوبہ سرحد اور بلوچستان میں اصلاحات

دیگر صوبوں کی طرح صوبہ سرحد اور بلوچستان میں بھی اصلاحات کی جائیں۔

9. تمام فرقوں کی مذہبی آزادی

ہندوستان کے تمام فرقوں کو مذہبی آزادی دی جائے۔

10. مسلمانوں کے لیے سرکاری ملازمتوں میں حصہ

برصغیر کے مسلمانوں کو سرکاری ملازمتوں میں مناسب حصہ دیا جائے۔

11. مرکزی و صوبائی وزارتوں میں مسلمانوں کی شمولیت

مرکزی و صوبائی وزارتوں میں کم از کم ایک تہائی (1/3) مسلمان شامل کیے جائیں۔

12. اسلامی تہذیب و تعلیم اور مسلم اوقاف کا تحفظ

مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت، تعلیم اور مسلم اوقاف کو آئینی تحفظ فراہم کیا جائے۔

13. آئین میں ترمیم

کسی بھی صوبے کی رضامندی کے بغیر آئین میں کوئی ترمیم نہ کی جائے۔

14. صوبوں کی حدود میں تبدیلی

صوبوں کی حدود میں کسی قسم کی کوئی ایسی تبدیلی نہ کی جائے جس کا اثر مسلم اکثریت پر ہو۔

سوال 8: درج ذیل پر نوٹ لکھیں:

(الف) قراردادِ پاکستان (ب) 3 جون 1947ء کا منصوبہ

جواب: **(الف) قراردادِ پاکستان**

پس منظر

علامہ محمد اقبالؒ نے مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس 1930ء میں الٰہ آباد کے مقام پر مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ مملکت کا تصور پیش کیا۔ بعض شخصیات تو اس سے قبل ہی ہندوستان کو تقسیم کرنے کا خیال پیش کر چکی تھیں۔

1933ء میں چوہدری رحمت علی نے بھی مسلمانوں کو پاکستان کے لفظ سے روشناس کروایا۔

قائداعظم نے 1934ء میں مسلم لیگ کو مزید فعال بنانے کے لیے اس کی تنظیم نو کا کام تیز کر دیا۔

1937ء کی کانگرسی وزارتوں نے مسلمانوں کی زندگی دوبھر کر دی۔

پس ان تمام حالات کے پیش نظر مسلمان زعماء نے یہ فیصلہ کیا کہ آئندہ برس مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ لاہور میں مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ وطن کا مطالبہ پیش کیا جائے۔

1940ء کو لاہور میں مسلم لیگ کا سالانہ تاریخی جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسے کی صدارت قائداعظمؒ نے کی جس جگہ یہ جلسہ منعقد ہوا وہ منٹو پارک کہلاتی تھی۔ اب اس کا نام اقبال پارک رکھ دیا گیا ہے۔ اس جلسے کی صدارتی تقریر میں قائداعظمؒ نے دوقومی نظریے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"برصغیر کے مسلمان محض ایک اقلیت نہیں بلکہ ہر تعریف کے لحاظ سے ایک قوم ہیں جن کے لیے ایک الگ وطن کی ضرورت ہے۔ مسلمان قوم کی تہذیب، مذہب تاریخ اور زبان ہندوؤں سے مختلف ہیں۔ پس ان کا ایک جگہ اکٹھے زندگی گزارنا ناممکن ہے۔"

قرارداد کی پیشکش

23 مارچ 1940ء کو شیر بنگال مولوی اے۔ کے فضل الحق نے تاریخی قرارداد پیش کی، جسے اُس وقت قرارداد لاہور اور بعد میں قرارداد پاکستان کہا گیا۔

قرارداد کا متن

"جغرافیائی اعتبار سے ان علاقوں کو جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے (جیسے ہندوستان کے شمال مغربی اور مشرقی حصے) اس طرح متحد کیا جائے کہ وہ آزاد ریاستیں بن سکیں۔ ہر علاقہ داخلی طور پر خودمختار ہو، جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں، وہاں ان کے مذہبی، سیاسی، ثقافتی اور معاشی حقوق و مفادات کا تحفظ کیا جائے۔"

قرارداد کی تائید و حمایت

اس قرارداد کی تائید ہندوستان کے تمام مسلمانوں نے کی۔

مسلمانوں کی منزل کا تعین

اس قرارداد کی منظوری کے بعد مسلمانوں کے لیے اُن کی منزل کا تعین ہوگیا۔ تمام مسلمانوں نے متفقہ طور پر قائداعظم کو اپنا راہنما تسلیم کر کے اُن کی مدبرانہ قیادت میں اپنے لیے آزاد ریاست کے قیام کے لیے جدوجہد کا آغاز کر دیا اور بالآخر 14 اگست 1947ء کو پاکستان حاصل کر لیا۔

سوال: چوہدری رحمت علی نے لفظ پاکستان کیسے ترتیب دیا؟

جواب: **لفظ پاکستان**

1933ء میں چوہدری رحمت علی نے اپنے ایک رسالہ کے ذریعے پاکستان کا لفظ اس طرح بیان کیا کہ پنجاب کے 'پ' افغانیہ (صوبہ سرحد) کے 'الف' کشمیر سے 'ک' سندھ سے 'س' اور بلوچستان کے 'تان' سے پاکستان بنایا تھا۔ اس طرح پاکستان کا لفظ بنا۔

سوال: نظریہ کی تعریف کیجیے۔

جواب: **نظریہ**

نظریہ سے مراد ایسا ضابطہ یا پروگرام ہے جس کی بنیاد فلسفہ و تفکر پر رکھی گئی ہو اور انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں مثلاً سیاسی، معاشرتی اور تہذیبی مسائل کے حل کے لیے کوئی منصوبہ بنایا گیا ہو۔

سوال: نظریہ پاکستان کی تعریف کیجئے۔

جواب: **نظریہ پاکستان**

نظریہ پاکستان دراصل قرآن و سنت کے مطابق مملکت کی تشکیل ہے۔ جس میں مسلمانوں کو سیاسی معاشرتی، ثقافتی اور معاشی آزادی حاصل ہو در حقیقت اسلامی قدروں کو عملی طور پر ملک میں نافذ کرنا قرآن و سنت نافذ کرنا اس نظریہ کی اصل روح ہے۔

سوال: نظریہ پاکستان کا ماخذ کیا ہے؟

جواب: **نظریہ پاکستان کا ماخذ**

نظریہ پاکستان کا ماخذ دین اسلام ہے، کیونکہ یہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ ملک کا نظام چلانے کے لیے اسلام کے اُصول میں ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ اسلام وقت کے

بدلتے ہوئے تقاضوں کی رہنمائی بھی کرتا ہے۔ اسلام اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی کریمؐ کی رسالت پر مبنی ہے۔

سوال: سرسید احمد کی چار تصانیف کے نام تحریر کیجیے۔

جواب: <u>تین تصانیف</u>

i. رسالہ اسباب بغاوت ہند
ii. رسالہ احکام طعام اہل کتاب
iii. رسالہ تہذیب الاخلاق
iv. آثار الصنادید

سوال: قائداعظم نے ابتدائی تعلیم کہاں حاصل کی؟

جواب: <u>ابتدائی تعلیم</u>

قائداعظم محمد علی جناح نے ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل کی اور دس سال کی عمر میں سندھ مدرسہ ہائی سکول کراچی میں داخل ہوئے اور میٹرک کا امتحان پاس کیا۔

سوال: مسلم لیگ بنانے کے دو مقاصد تحریر کیجیے۔

جواب: <u>دو مقاصد</u>

1. ہندوستان کے مسلمانوں میں برطانوی حکومت کے لیے جذبہ وفاداری پیدا کرنا اور حکومت کی غلط فہمیوں کو دور کرنا ہے۔
2. مسلمانوں کے حقوق و مفادات کا تحفظ کرنا اور ان کے مطالبات کو حکومت تک پہنچانا۔

سوال: 3 جون 1947ء کا منصوبہ کیا ہے؟

جواب: <u>3 جون 1947ء کا منصوبہ</u>

3 جون 1947ء کے منصوبے کے مطابق برصغیر پاک و ہند کو دو حصوں میں تقسیم کرنا

تھا۔ اس کے مطابق پاکستان اور انڈیا بنایا گیا۔ اس منصوبہ پر 14 اگست 1947ء کو عمل ہوا۔

سوال: نظریہ پاکستان کا پس منظر کیا ہے؟

جواب: **نظریہ پاکستان کا پس منظر**

برصغیر پاک و ہند میں 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریزوں اور ہندوؤں نے مل کر مسلمانوں کو ہر لحاظ سے تنگ کیا۔ ان کی تہذیب و ثقافت کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ لہٰذا مسلمانوں نے نظریہ پاکستان دیا تاکہ وہ الگ وطن میں اسلام کے مطابق اپنی زندگی کو چلا سکیں اور اسلامی تہذیب و ثقافت کو محفوظ کر سکیں۔ نظریہ پاکستان دراصل نظریہ اسلام ہے۔

سوال: دو قومی نظریہ کیا ہے؟

جواب: **دو قومی نظریہ**

دو قومی نظریہ سے مراد ہندوستان اور پوری دُنیا میں صرف دو قومیں ہیں۔ ایک مسلمان اور دیگر لوگ۔ ہندوستان میں مسلمان ہر اعتبار سے دوسرے لوگوں سے الگ ہیں۔ لہٰذا مسلمان ایک الگ قوم ہیں اور انہیں الگ وطن کی ضرورت ہے۔

قائداعظم نے فرمایا ہے کہ:

"قوم کی ہر تعریف اور تشریح کی رو سے مسلمان ایک قوم ہیں۔ لہٰذا ان کا ایک وطن، ایک علاقہ اور ریاست ہونی چاہیے۔"

سوال: قومی یکجہتی کے فروغ کے لیے قومی زبان اُردو کا کیا کردار ہے؟

جواب: **قومی یکجہتی اور اُردو**

یہ لسانی اتحاد پیدا کر کے لوگوں کے درمیان دوری ختم کرتی ہے۔ یہ زبان اسلامی تہذیب و ثقافت کی امین ہے۔ لہٰذا یہ ملک میں لوگوں کے درمیان اتحاد پیدا کرتی ہے۔ اس لیے اس کی ترویج ضروری ہے۔

معروضی سوالات

.1 ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

.i سر سید احمد خاں کب پیدا ہوئے؟

(الف) 1813ء　(ب) 1815ء
(ج) 1817ء　(د) 1819ء

.ii ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ 9 نومبر 1877ء کو پاکستان کے کس شہر میں پیدا ہوئے؟

(الف) لاہور　(ب) کراچی
(ج) گجرات　(د) سیالکوٹ

.iii معاہدہ لکھنؤ کا سن ہے:

(الف) 1914ء　(ب) 1916ء
(ج) 1918ء　(د) 1920ء

.iv چوہدری رحمت علی نے لفظ "پاکستان" سے مسلمانوں کو کب روشناس کرایا؟

(الف) 1933ء　(ب) 1934ء
(ج) 1935ء　(د) 1936ء

.v برصغیر کے آخری وائسرائے کون تھے؟

(الف) لارڈ کرزن　(ب) لارڈ منٹو
(ج) لارڈ ایلی　(د) لارڈ ماؤنٹ بیٹن

.vi بابائے قوم ہیں:

(الف) مولانا محمد علی جوہر　(ب) قائداعظمؒ
(ج) لیاقت علی خاں　(د) مولانا شبیر احمد عثمانی

.vii سر سید احمد خاں نے 1859ء میں فارسی کا مدرسہ کہاں قائم کیا؟

(الف) مراد آباد　(ب) غازی پور

(ج) بجنور (د) علی گڑھ

viii. ڈاکٹر علامہ محمد اقبال اعلیٰ تعلیم کے لیے یورپ کب گئے؟

(الف) 1901ء (ب) 1903ء

(ج) 1905ء (د) 1907ء

ix. مسلم لیگ نے جداگانہ انتخاب کا مطالبہ کب منوایا؟

(الف) 1906ء (ب) 1907ء

(ج) 1908ء (د) 1909ء

x. نہرو رپورٹ پیش ہوئی:

(الف) 1928ء (ب) 1929ء

(ج) 1930ء (د) 1931ء

جوابات

1. کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

i.	1817ء	ii.	سیالکوٹ	iii.	1916ء
iv.	1933ء	v.	لارڈ ماؤنٹ بیٹن	vi.	قائداعظمؒ
vii.	مرادآباد	viii.	1905ء	ix.	1909ء
x.	1928ء				

مشقی سوالات۔۔۔انشائیہ طرز

سوال 1: نظریہ پاکستان کی تعریف کریں اور اس کے بنیادی اصولوں کی وضاحت کریں۔

جواب: سوال نمبر 2 دیکھئے۔

سوال 2: فلاحی ریاست کے لیے نظریہ پاکستان کی اہمیت اجاگر کریں۔

جواب: سوال نمبر 3 دیکھئے۔

سوال 3: قومی یکجہتی کا مفہوم بیان کریں اور اس کے فروغ کے لیے ضروری اقدامات کا جائزہ لیں۔

جواب: سوال نمبر 4 دیکھئے۔

سوال 4: تحریک پاکستان کے حوالے سے درج ذیل شخصیات کا کردار واضح کریں:

(الف) سرسید احمد خان (ب) ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ

(ج) قائداعظم محمد علی جناحؒ

جواب: سوال نمبر 5 دیکھئے۔

سوال 5: مسلم لیگ کے قیام کے مقاصد اور اہمیت پر روشنی ڈالیے۔

جواب: سوال نمبر 6 دیکھئے۔

سوال 6: قائداعظم کے مشہور چودہ نکات بیان کریں۔

جواب: سوال نمبر 7 دیکھئے۔

سوال 7: درج ذیل پر نوٹ لکھیں:

(الف) قرارداد پاکستان (ب) 3 جون 1947ء کا منصوبہ

جواب: سوال نمبر 8 دیکھئے۔

161
8
پاکستان میں آئینی ارتقاء
سبق کے اہم موضوعات
آئینی ارتقاء
قراردادِ مقاصد
1956ء کا آئین
1962ء کا آئین
1973ء کا آئین
1973ء کے آئین کی اسلامی دفعات
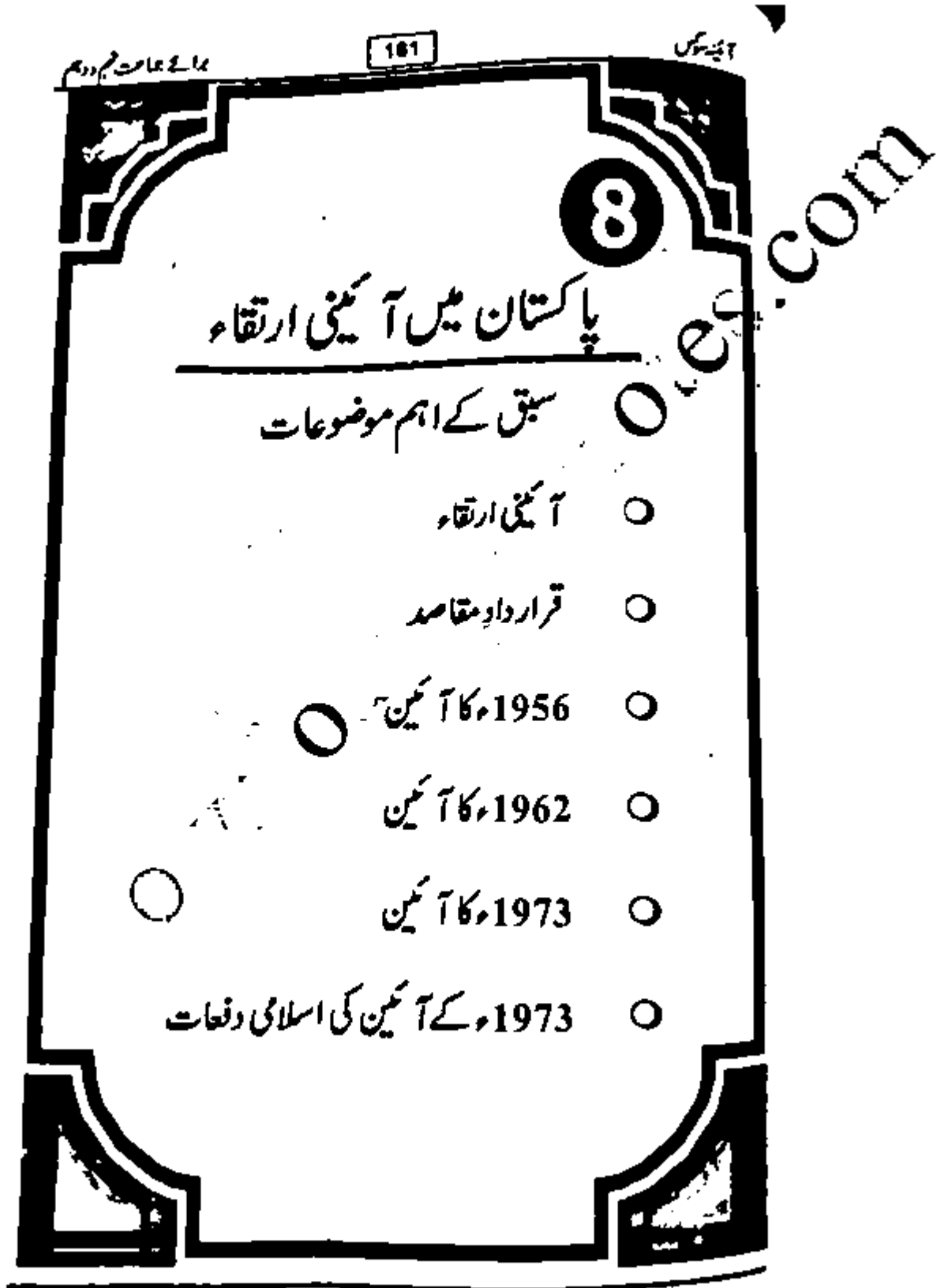
پاکستان میں آئینی ارتقاء
(Constitutional Development in Pakistan)

سوال 1: پاکستان میں آئینی ارتقاء پر روشنی ڈالیں۔

جواب: **پاکستان میں آئینی ارتقاء**

قیام پاکستان کے وقت ملک کا اپنا کوئی آئین نہ تھا۔ لہٰذا پاکستان کے اپنے آئین کی تیاری تک انڈیا ایکٹ 1935ء کو مناسب رد و بدل کے بعد ملک کے عبوری آئین کے طور پر نافذ کر دیا گیا۔

پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی نے قیام پاکستان کے بعد دو سالوں تک آئین بنانے کے سلسلے میں کوئی قابل ذکر کام نہ کیا۔ دستور سازی کے سلسلے میں مارچ 1949ء میں کام شروع ہوا جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1. قراردادِ مقاصد کی منظوری

پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی نے آئین سازی کی ابتداء 12 مارچ 1949ء کو قراردادِ مقاصد کی منظوری سے کی۔ یہ قرارداد پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان نے دستور ساز اسمبلی سے منظور کروائی۔

2. بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی تشکیل

قرارداد کی منظوری کے بعد دستور سازی کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اس کمیٹی کا نام "بنیادی اصولوں کی کمیٹی" تھا۔ اس کمیٹی نے لیاقت علی خان کی رہنمائی میں 28 ستمبر 1950ء کو ایک عبوری رپورٹ دستور ساز اسمبلی میں پیش کی جو رد کر دی گئی۔ اس کمیٹی نے دوبارہ اپنی رپورٹ خواجہ ناظم الدین کی زیر قیادت 22 دسمبر 1952ء کو دستور ساز اسمبلی میں پیش کی۔ اس رپورٹ کو بھی شدید نقطہ چینی کے بعد رد کر دیا گیا۔ اس طرح بنیادی اصولوں کی

کمیٹی اپنے مقصد میں ناکام ہوگئی۔

3. خواجہ ناظم الدین کی برطرفی

پاکستان کے دوسرے وزیراعظم خواجہ ناظم الدین اور اُن کی کابینہ کو 16 اپریل 1953ء کو برطرف کردیا گیا۔

4. محمد علی بوگرا کی وزارت عظمیٰ

خواجہ ناظم الدین کی جگہ محمد علی بوگرا کو وزارت عظمیٰ کا منصب سونپا گیا۔

5. محمد علی بوگرا فارمولا

وزیراعظم محمد علی بوگرا نے اپنا فارمولا نومبر 1953ء کو دستور ساز اسمبلی کے سامنے پیش کیا۔ اس فارمولے کو بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی پہلی دونوں رپورٹوں سے زیادہ پذیرائی ملی اور ملک کے تمام حلقوں نے اس کا خیر مقدم کیا۔

6. پہلی دستور ساز اسمبلی کی برخاستگی

24 اکتوبر 1954ء کو گورنر جنرل ملک غلام محمد نے دستور ساز اسمبلی کو ختم کردیا۔ اس طرح محمد علی بوگرا فارمولا بھی ناکام ہوگیا۔

7. دوسری دستور ساز اسمبلی کا قیام

دوسری دستور ساز اسمبلی کا قیام 23 جون 1955ء کو عمل میں آیا۔ اس اسمبلی نے ترجیحی بنیادوں پر دستور سازی کا کام شروع کردیا۔

8. ون یونٹ کا قیام

مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان میں جو اختلافات پیدا ہوچکے تھے۔ اُن کو ختم کرنے کے لیے 14 اکتوبر 1955ء کو مغربی پاکستان میں ون یونٹ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

9. پاکستان کے پہلے آئین کے مسودہ کی تیاری، منظوری اور نفاذ

پاکستان کے پہلے آئین کا مسودہ وزیراعظم چوہدری محمد علی کی زیرنگرانی تیار کیا گیا۔

اس آئین پر ملک کے تمام گروہ متفق ہو گئے۔لہٰذا یہ مسودہ آئین دستور ساز اسمبلی سے بھاری اکثریت سے منظور ہوا اور اسے 23 مارچ 1956ء کو نافذ کر دیا گیا۔

10. ایوب خان کا دورِ حکومت

اکتوبر 1958ء کو فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے اقتدار سنبھال لیا اور جسٹس شہاب الدین کے زیرِ قیادت ایک آئینی کمیشن تشکیل دیا گیا جس نے اپنی سفارشات پیش کیں لیکن اس کمیشن کی سفارشات کو نظر انداز کر دیا گیا اور 8 جون 1962ء کو ملک میں دوسرا نیا دستور نافذ کر دیا گیا جو کہ 1969ء تک نافذ العمل رہا۔

11. عام انتخابات

1970ء میں عام انتخابات ہوئے۔ان انتخابات کے بعد قومی اسمبلی کا وجود عمل میں آیا۔قومی اسمبلی نے 1973ء میں ایک متفقہ آئین منظور کیا جسے 14 اگست 1973ء کو نافذ کر دیا گیا جو تا حال نافذ العمل ہے۔تاہم اس میں چند ترامیم کر دی گئی ہیں۔

سوال 2: قراردادِ مقاصد کے اہم نکات کی وضاحت کریں۔

جواب: **قراردادِ مقاصد کے اہم نکات**

1. اقتدارِ اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ

تمام اختیارات اور اقتدار اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ پاکستان کے عوام ان اختیارات کو اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود میں رہ کر قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں بطور امانت استعمال کریں گے۔

2. دستور ساز اسمبلی

قراردادِ مقاصد میں طے کیا گیا کہ عوام کی منتخب دستور ساز اسمبلی ہی پاکستان کے لیے دستور سازی کرے گی۔

3. اسلامی اصول

جمہوریت' آزادی' مساوات اور معاشرتی انصاف کے اصول جو اسلام نے پیش کیے ہیں' نافذ کیے جائیں گے۔

4. بنیادی حقوق

پاکستان کے تمام شہریوں کو معاشرتی' معاشی' مذہبی اور سیاسی حقوق دیے جائیں گے تاکہ وہ بہتر طور پر زندگی گزار سکیں۔

5. اسلامی طرزِ زندگی

مسلمانوں کو ضروری مواقع فراہم کیے جائیں گے کہ وہ اپنی زندگیوں کو اسلام کے اُصولوں اور تعلیمات کے مطابق مرتب کر سکیں۔

6. اقلیتوں کا تحفظ

اقلیتوں کے حقوق کی مکمل حفاظت کی جائے گی تاکہ وہ لوگ اپنے مذاہب اور عقائد کے مطابق زندگیاں گزار سکیں۔

7. پسماندہ علاقوں کی ترقی

ملک کے پسماندہ علاقوں کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لیے خصوصی طور پر کوشش کی جائیں گی اور ان علاقوں کے لوگوں کو سیاسی' معاشرتی' معاشی اور دوسرے شعبہ ہائے زندگی میں شرکت کے مواقع فراہم کیے جائیں گے۔

8. آزاد عدلیہ

عدلیہ آزاد ہوگی اور تمام افراد کے بنیادی حقوق کی حفاظت کی جائے گی۔ عدلیہ پر کسی قسم کا کوئی دباؤ نہیں رکھا جائے گا تاکہ وہ آزادانہ طور پر انصاف کر سکے۔

9. وفاقی نوعیت

پاکستان ایک وفاقی نوعیت کی مملکت ہوگی۔ اس وفاق میں صوبوں کو اپنی حدود کے

اندرونی خود مختاری حاصل ہوگی۔

10. قرآن و سنت

پاکستان کا دستور قرآن و سنت کے احکامات کے مطابق تیار کیا جائے گا۔ کوئی ایسا قانون نہیں بنایا جائے گا جو اسلامی قوانین کے خلاف ہو۔

11. دفاعِ پاکستان

ملک کا پوری طرح دفاع کیا جائے گا اور بری، بحری اور ہوائی علاقوں کے تحفظ کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔

سوال 3: 1956ء کا آئین کن خصوصیات کا حامل تھا؟

جواب: **1956ء کے آئین کی خصوصیات**

1. تحریری آئین

یہ آئین مختصر اور تحریری تھا۔

2. وفاقی آئین

یہ آئین وفاقی نوعیت کا تھا۔ اس وفاق میں دو صوبے مشرقی اور مغربی پاکستان شامل تھے۔ ان دونوں صوبوں کی حیثیت برابر تھی۔ اس آئین میں مرکزی اور صوبائی اختیارات کی حد بندی کے لیے دو فہرستیں تیار کی گئی تھیں۔ اس حد بندی کے تحت صوبوں کو خود مختاری دی گئی تھی۔

3. پارلیمانی نظام

1956ء کے آئین میں ملک کا نظامِ حکومت پارلیمانی تھا جس کی رو سے ملک کا صدر آئینی سربراہ تھا اور حقیقی انتظامی اختیارات کا مالک وزیرِ اعظم تھا۔

4. ایک ایوانی مقننہ

اس آئین کی رو سے پارلیمنٹ کا صرف ایک ایوان تھا۔

5. واحد شہریت

اس آئین کے مطابق ملک میں واحد شہریت کا قانون لاگو کیا گیا۔ واحد شہریت سے مراد یہ ہے کہ پاکستان کے شہری صرف پاکستانی کہلائے جائیں گے۔ خواہ وہ پاکستان کے کسی بھی صوبے میں رہتے ہیں۔

6. راہنما اُصول

اس آئین میں حکومت کے لیے راہنما اصول تیار کیے گئے۔ ان اصولوں میں معاشرتی اور معاشی انصاف، مساوات، جمہوریت اور اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت وغیرہ شامل تھے۔

7. آئینی ادارے

اس آئین کی رو سے مختلف آئینی اداروں کا قیام عمل میں آیا۔ ان اداروں میں سپریم کورٹ، آڈیٹر جنرل، پبلک سروس کمیشن، ادارہ تحقیقات اسلامی اور اسلامی نظریاتی کونسل وغیرہ شامل تھے۔

8. آزاد عدلیہ

1956ء کے آئین کے مطابق عدالتیں آزادانہ طور پر اور انصاف کے تقاضوں کے عین مطابق اپنے فرائض سرانجام دے سکتی تھیں۔ ان پر کسی قسم کا سیاسی دباؤ نہیں تھا۔ علاوہ ازیں ججوں کو ملازمتوں کا تحفظ بھی فراہم کیا گیا۔

9. بنیادی حقوق

اس آئین کی رو سے ملک کے تمام شہریوں کو بنیادی حقوق دینے کا فیصلہ کیا گیا تھا تاکہ تمام افراد بہتر زندگی گزار سکیں۔ قانون کی نظر میں تمام شہریوں کا درجہ برابر تھا اور یہ طے پایا کہ تمام شہریوں کو معاشرتی، سیاسی اور معاشی حقوق یکساں طور پر دیئے جائیں گے۔

10. قومی زبانیں

1956ء کے آئین میں اُردو اور بنگالی زبانوں کو قومی اور سرکاری زبانوں کے طور

پر اختیار کیا گیا لیکن انگریزی کو اس وقت تک بطور دفتری زبان استعمال کرنے کی اجازت دی گئی جب تک کہ اُردو اور بنگالی زبان اس کی جگہ زیرِ استعمال نہ آ جائیں۔

11. اسلامی دفعات

1956ء کے آئین میں مندرجہ ذیل اسلامی دفعات شامل تھیں:

(i) پاکستان کا نام "اسلامی جمہوریہ پاکستان" ہوگا۔

(ii) صدر پاکستان کے لیے مسلمان ہونا لازمی تھا۔

(iii) ملک میں کوئی ایسا قانون نہیں بنایا جائے گا جو قرآن وسنت کے خلاف ہو۔

(iv) پاکستانی عوام کو اپنی زندگیاں اسلام کے مطابق گزارنے کے مواقع فراہم کیے جائیں گے۔

قراردادِ مقاصد کی شمولیت

1956ء کے آئین میں قراردادِ مقاصد کو ابتدائیہ کے طور پر شامل کیا گیا۔

سوال 4: 1962ء کے آئین کی خصوصیات کا جائزہ لیں۔

جواب: 1962ء کے آئین کی خصوصیات کا جائزہ

1. تحریری آئین

1962ء کا آئین 1956ء کے آئین کے لحاظ سے تھوڑا سا طویل تھا اور پہلے آئین کی طرح یہ آئین بھی تحریری تھا۔

2. وفاقی آئین

یہ آئین بھی وفاقی طرز کا آئین تھا۔ اس آئین کی رو سے ملک میں ایک مرکزی حکومت تھی اور دو صوبائی حکومتیں۔ یعنی مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان۔ مرکز اور دونوں صوبوں کے اختیارات کی وضاحت دو فہرستوں کے ذریعے سے کی گئی تھی اور باقی تمام اختیارات صوبوں کے سپرد کر دیے گئے تھے۔

3. یک ایوانی مقننہ

اس آئین کی رو سے پارلیمنٹ کا صرف ایک ہی ایوان تھا یعنی قومی اسمبلی جس کا انتخاب بالواسطہ طریقہ انتخاب کے ذریعے سے عرصہ پانچ برس کے لیے ہوتا تھا۔

4. صوبوں کی مساوی حیثیت

1962ء کے آئین میں ملک کے دونوں صوبوں کو یکساں مساوی حیثیت دی گئی۔ قومی اسمبلی کی نشستوں میں بھی یکسانیت تھی دونوں صوبائی اسمبلیوں کے ارکان کی تعداد برابر تھی اور اختیارات بھی برابر۔ اس آئین کی رو سے ملک کے دو دارالحکومت بنانے کی تجویز دی گئی۔ مرکزی حکومت کا دارالحکومت اسلام آباد اور مشرقی پاکستان کا دارالحکومت ڈھاکہ بنایا گیا۔

5. قومی زبان

1962ء کے آئین میں اُردو اور بنگالی دونوں زبانیں سرکاری زبانیں قرار دی گئیں لیکن انگریزی بدستور زیر استعمال رہی۔

6. صدارتی طرز حکومت

اس آئین میں صدارتی طرز حکومت اپنایا گیا۔ ریاست کا آئینی اور حقیقی سربراہ صدر تھا اور کسی کے سامنے جوابدہ نہیں تھا۔ صدر کا انتخاب بنیادی جمہوریت کے ارکان کرتے تھے۔ صدر کا انتخاب عرصہ پانچ سال کے لیے ہوتا تھا۔ ریاست کا نظم ونسق صدر اپنی کابینہ کے ذریعے چلاتا تھا۔ اس کابینہ کو صدر خود ہی منتخب کرتا تھا اور کابینہ صرف صدر کے سامنے ہی جوابدہ تھی۔ کابینہ کے ارکان پارلیمنٹ کے اجلاس میں شرکت تو کر سکتے تھے لیکن وہ پارلیمنٹ کے رکن نہیں ہوتے تھے اور نہ ہی ووٹ دے سکتے تھے۔

7. آزاد عدلیہ

1962ء کے آئین کی رو سے بھی عدلیہ آزاد تھی۔ ملک کی سب سے بڑی عدالت سپریم کورٹ کو یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ صوبوں اور مرکز میں پیدا ہونے والے

اختلافات کو انصاف کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حل کرے۔

8. طریقہ ترمیم

قومی اسمبلی کو یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ صدر مملکت کی منظوری اور دو تہائی (2/3) اکثریت سے کسی بھی ترمیم کو پاس کر سکتی تھی۔

9. اسلامی دفعات

1962ء کے آئین میں قرارداد مقاصد ابتدائیہ کے طور پر شامل تھے۔ اس آئین میں درج ذیل اسلامی دفعات تھیں

(i) ملک میں اصل حاکمیت اللہ تعالیٰ کی ہوگی اور عوامی نمائندے اقتدار کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھتے ہوئے شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے استعمال کریں گے۔

(ii) ملک کے سربراہ کے لیے مسلمان ہونا لازم تھا۔

(iii) ملک میں کوئی ایسا قانون نہیں بنایا جائے گا جو اسلامی تعلیمات کے منافی ہو۔

10. بنیادی جمہوریتیں

اس آئین میں عوام کو بنیادی جمہوریتوں کے نظام سے متعارف کروایا گیا۔ اس نظام کا مقصد یہ تھا کہ دیہات کی سطح پر یونین کونسلیں، قصبوں میں ٹاؤن کمیٹیاں اور شہروں میں میونسپل کمیٹیاں اپنے اپنے علاقوں کے لیے ترقیاتی پروگرام بنائیں اور ان پر عمل درآمد کروائیں۔

11. طریق انتخاب

بنیادی جمہوریتوں کے ارکان کا انتخاب عوام کرتے تھے۔ ان کا انتخاب عرصہ پانچ برس کے لیے ہوتا تھا۔ ان کی کل تعداد اسی ہزار تھی جو کہ مشرقی اور مغربی پاکستان دونوں میں یکساں یعنی چالیس چالیس ہزار تھی۔ بنیادی جمہوریتوں کے ارکان صدر، مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان کو منتخب کرنے کا اختیار رکھتے تھے۔

سوال5: 1973ء کے آئین کی خصوصیات پر روشنی ڈالیں۔

جواب: **1973ء کے آئین کی خصوصیات**

1. اسلامی دستور

اس آئین میں بھی قرارداد مقاصد کو ابتدائیہ کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔ 1973ء کا آئین اسلامی نوعیت کا ہے۔ ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا گیا۔ صدر اور وزیراعظم کے لیے مسلمان ہونا ضروری ہے۔ پاکستان کا مذہب اسلام ہوگا اور یہ بھی کہا گیا کہ کوئی قانون اسلام کے خلاف نہیں بنایا جائے گا۔ چند ترامیم کے ذریعے اس میں اور بھی اسلامی رنگ بھر دیا گیا ہے۔

2. تحریری آئین

1973ء کا آئین بھی پہلے دونوں آئینوں کی طرح تحریری ہے لیکن اُن دونوں کی نسبت زیادہ طویل اور جامع ہے۔

3. استوار آئین

1973ء کا آئین ایک استوار آئین ہے۔ اس میں تبدیلی کے لیے دو تہائی اکثریت کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر دونوں ایوانوں کا مشترکہ اجلاس ہو رہا ہو تو پھر بھی دو تہائی اکثریت ضروری ہے۔ اس دستور کو استوار اس لیے بنایا گیا ہے کہ نہ تو آئے دن اس میں ترامیم ہوتی رہیں اور نہ دستور اتنا جامد ہو کہ اس میں بدلتے ہوئے وقت کے تقاضوں کے مطابق ترمیم ہی نہ کی جا سکے۔

4. وفاقی نظام حکومت

1973ء کے آئین کے مطابق پاکستان ایک وفاق ہے جس کے چار صوبے پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان، وفاقی دارالحکومت اسلام آباد اور وفاق کے زیر اہتمام قبائلی

ملاتے ہیں۔

5. دوایوانی مقننہ

اس آئین کی رو سے پارلیمنٹ کے دو ایوان ہیں یعنی ایوان بالا اور ایوان زیریں۔ ایوان بالا کو سینٹ اور ایوان زیریں کو قومی اسمبلی کہا جاتا ہے۔

6. پارلیمانی طرزِ حکومت

1973ء کے آئین کے مطابق ملک کا نظام حکومت "پارلیمانی طرزِ حکومت" ہے۔ اس طرزِ حکومت میں حقیقی اختیارات کا وزیراعظم کے پاس ہوتے ہیں جب کہ صدر ملک کا صرف آئینی سربراہ ہوتا ہے۔

7. صوبائی خودمختاری

اس آئین کی رو سے ہر صوبہ اپنی حدود کے اندر خودمختار ہے۔

8. آزاد عدلیہ

1973ء کے آئین کے مطابق عدلیہ کی آزادی کو پورا تحفظ دیا گیا ہے۔ صدر مملکت ججوں کا تقرر براہ راست تو کرسکتا ہے لیکن انہیں براہ راست' خود اپنی مرضی سے برطرف نہیں کرسکتا۔ بلکہ اُن کی برطرفی سپریم جوڈیشل کونسل کی سفارش پر ہی ہوسکتی ہے۔ عدلیہ کی ذمہ داری صرف انصاف فراہم کرنا ہی نہیں بلکہ دستور کا تحفظ کرنا بھی عدلیہ کا کام ہے۔

9. بنیادی حقوق

1973ء کا آئین پاکستان کے شہریوں کو تمام بنیادی حقوق مثلاً جان و مال کی حفاظت حصول معاش کے ذرائع' عزت و آبرو کا تحفظ اور آزادی تحریر و تقریر وغیرہ کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

10. سرکاری زبان

1973ء کے آئین میں سرکاری زبان تو اُردو ہی ہے لیکن جب تک دفاتر میں اُردو

زبان رائج کرنے کے اقدامات مکمل نہیں ہو جاتے۔ اس وقت تک انگریزی زبان سرکاری استعمال رہے گی۔

11. براہ راست طریق انتخاب

1973ء کے آئین میں براہ راست انتخابات کا طریقہ اپنایا گیا ہے۔ اس طریقے کی رو سے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے ممبران کا انتخاب عوام اپنے ووٹوں سے کرتے ہیں جب کہ صدر کا طریقہ انتخاب بالواسطہ ہے۔

12. مخلوط طریق حکومت

اس آئین میں آٹھویں ترمیم کے ذریعے ملک میں انتخاب کا مخلوط طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے۔

سوال 6: 1973ء کے آئین کی اسلامی دفعات بیان کریں۔

جواب: **1973ء کے آئین کی اسلامی دفعات**

1. حاکمیت

1973ء کے آئین میں حاکم اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ذات کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کل کائنات کا خالق اور مالک ہے۔ ہر طاقت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ انسان کے پاس اقتدار اعلیٰ/حاکمیت اللہ تعالیٰ کی ایک امانت ہے اور انسان کے لیے لازم ہے کہ وہ اس امانت کی حفاظت کرے اور اس کا استعمال اللہ تعالیٰ کی رضا اور مرضی کے مطابق کرے اور اس کے استعمال میں کسی قسم کی بددیانتی کا مرتکب نہ ہو۔

2. ملک کا نام

اس آئین کی رو سے پاکستان کا نام "اسلامی جمہوریہ پاکستان" رکھا گیا۔

3. صدر اور وزیر اعظم کا مسلمان ہونا

1973ء کے آئین کی رو سے پاکستان کے صدر اور وزیر اعظم دونوں کا مسلمان

ہونا لازمی ہے۔

4. سرکاری مذہب

1973ء کے آئین کی رو سے ملک کا سرکاری مذہب اسلام ہے۔

5. قرآن پاک کی اغلاط سے پاک طباعت

1973ء کے آئین کی رو سے پاکستان کی حکومت اس بات کی ذمہ دار ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن مجید کی اغلاط سے مبرا طباعت اپنی زیر نگرانی کرائے۔

6. لازمی دینی تعلیم

اس آئین میں دینی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی گئی اور آئین کی رو سے ملک میں دینی تعلیم کو لازمی تعلیم قرار دیا گیا۔ سکولوں میں جماعت ششم سے جماعت ہشتم تک عربی کو لازمی مضمون کی حیثیت سے شامل کیا گیا۔ اس کے علاوہ تعلیمی اداروں میں اسلامیات کا مضمون ڈگری کلاسز تک لازمی قرار دیا گیا۔

7. سود کا خاتمہ

آئین میں اس بات کا اقرار کیا گیا ہے کہ ملک میں سود سے پاک بنکاری نظام رائج کیا جائے گا' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سودی لین دین کو واضح طور پر حرام قرار دیا ہے۔

8. زکوٰۃ اور عشر

ہر وہ مسلمان جو صاحب نصاب ہو' اس کے لیے زکوٰۃ کی ادائیگی لازمی ہے۔ لہٰذا 1973ء کے آئین میں زکوٰۃ اور عشر کا نظام تشکیل دیا گیا۔

9. اسلامی اُصول

1973ء کے آئین کی تشکیل میں اسلام کے سنہری اصولوں جمہوریت' رواداری' مساوات اور عدل و انصاف کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے۔

10. اقلیتوں کے مذہبی حقوق

1973ء کے آئین میں اقلیتوں کے حقوق کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے۔ اقلیتوں کو صرف مذہبی آزادی ہی نہیں دی گئی بلکہ ہر قسم کی ملازمتوں میں ان کا حصہ رکھا گیا ہے۔

11. اسلامی نظریاتی کونسل

اسلامی اصولوں کے سلسلے میں حکومت کی راہنمائی کے لیے 1973ء کے آئین میں "اسلامی نظریاتی کونسل" کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ اس کونسل کے چیئرمین اور دوسرے ممبران کا چناؤ صدر پاکستان وزیراعظم کے مشورے سے کرتا ہے۔

12. اسلامی اقدار

1973ء کے آئین میں کہا گیا ہے کہ ملک میں اسلامی معاشرے کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ اس کے لیے معاشرے سے برائیوں کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے گی جن میں عصمت فروشی، منشیات کا استعمال، فحش لٹریچر کا خاتمہ ضروری ہے۔ معاشرے میں نیکی کو پھیلایا جائے گا۔

13. پاکستان اور اسلامی ممالک

اس آئین میں کہا گیا ہے کہ پاکستان دوسرے مسلم ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرے گا تاکہ دوسرے اسلامی ممالک کے وسائل سے استفادہ کیا جا سکے۔ دوسرے ممالک سے مل کر مضبوط اسلامی معاشرہ قائم ہو سکے۔

مختصر جوابی سوالات

سوال: 1962ء کے آئین میں درج تین اسلامی دفعات بیان کیجیے۔

جواب: اسلامی دفعات

i. ملک میں حاکمیت اللہ تعالیٰ کی ہوگی۔ عوامی نمائندے اقتدار کو امانت کے طور پر استعمال کریں گے۔

ii. ملک کا سربراہ مسلمان ہوگا۔

iii. اسلامی تعلیمات کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہوگی۔

سوال: استوار آئین سے کیا مراد ہے؟

جواب: استوار آئین

ایسا آئین جس میں ترمیم کرنا کافی مشکل ہو۔ غیر استوار آئین میں بار بار تبدیلی سے آئین کی بنیادیں ہل جاتی ہیں۔ 1973ء کا آئین استوار آئین تھا۔ اس میں تبدیلی کے لیے دو تہائی اکثریت کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ کافی مشکل کام ہے۔

سوال: اسلامی اقدار سے کیا مراد ہے؟

جواب: اسلامی اقدار

اسلامی تعلیمات کو ہی اسلامی اقدار کہا جاتا ہے۔ ایک اسلامی معاشرہ میں مساوات، جمہوریت، معاشرتی انصاف، رواداری، ضبط نفس، سچائی، قربانی، ایثار، اچھے اخلاق وغیرہ ہی اسلامی اقدار ہیں۔

سوال: قیام پاکستان کے بعد عبوری آئین کیسے بنا؟

جواب: عبوری آئین

قیام پاکستان کے فوراً بعد ملک کے لیے آئین کا اہم مسئلہ تھا۔ اس سے پہلے آئین

کی تیاری یا خاکہ بھی نہیں تھا۔ لہٰذا ریاست کے معاملات چلانے کے لیے 1935ء کے دستور میں چند تبدیلیاں کر لی گئیں اور پھر اسے ہی عبوری آئین تصور کر لیا گیا۔ بعد میں 1956ء میں ملک کا پہلا آئین نافذ ہوا۔

سوال: بنیادی اُصولوں کی کمیٹی کی رپورٹ کب پیش ہوئی؟

جواب: کمیٹی کی رپورٹ

قراردادِ مقاصد کے بعد بنیادی اُصولوں کی کمیٹی بنائی گئی۔ اس نے اپنی رپورٹ 28 ستمبر 1950ء کو پیش کی۔ یہ رد کر دی گئی۔ اس کمیٹی کو دوبارہ رپورٹ تیار کرنے کے لیے کہا گیا۔ اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ 22 دسمبر 1952ء کو پیش کی۔ یہ بھی رد کر دی گئی۔ اس کے بعد محمد علی بوگرا فارمولا پیش کیا گیا۔

معروضی سوالات

.1 ہر سوال کے چار جوابات دیئے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

.i قراردادِ مقاصد منظور ہونے کا سن ہے:

(الف) 1948ء (ب) 1949ء
(ج) 1950ء (د) 1951ء

.ii ملک میں پہلے عام انتخابات کب ہوئے؟

(الف) 1970ء (ب) 1977ء
(ج) 1985ء (د) 1988ء

.iii 1958ء میں اقتدار سنبھالنے والی شخصیت کا نام ہے:

(الف) ملک غلام محمد (ب) سکندر مرزا
(ج) چوہدری محمد علی (د) فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں

iv. ون یونٹ کے قیام کا سن ہے:

(الف) 1951ء (ب) 1952ء

(ج) 1955ء (د) 1959ء

v. خواجہ ناظم الدین اور اس کی کابینہ کو کب برطرف کیا گیا؟

(الف) 16 اپریل 1953ء (ب) 5 مئی 1953ء

(ج) 23 جون 1954ء (د) 5 ستمبر 1954ء

vi. پہلی دستور ساز اسمبلی کو گورنر جنرل غلام محمد نے کب برخاست کیا؟

(الف) [illegible] (ب) 24 اکتوبر 1954ء

(ج) 23 مارچ 1955ء (د) 16 اکتوبر 1955ء

vii. پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی نے 10 اگست 1947ء کو کس کو اسمبلی کا صدر چنا؟

(الف) لیاقت علی خاں (ب) خواجہ ناظم الدین

(ج) محمد علی بوگرا (د) قائداعظم

viii. دوسری دستور ساز اسمبلی کا قیام کب عمل میں آیا؟

(الف) 14 اگست 1953ء (ب) یکم جون 1954ء

(ج) 23 جون 1955ء (د) 18 ستمبر 1955ء

ix. پاکستان کے پہلے آئین کے نفاذ کا سن ہے:

(الف) 1956ء (ب) 1962ء

(ج) 1972ء (د) 1973ء

x. 1962ء کے آئین کے تحت بنیادی جمہوریتوں کے ممبران کی تعداد کتنی تھی؟

(الف) پچاس ہزار (ب) ساٹھ ہزار

(ج) ستر ہزار (د) اسی ہزار

جوابات

i.	1949ء	ii.	1970ء	iii.	فیلڈ مارشل محمد ایوب خان
iv.	1955ء	v.	16 اپریل 1953ء	vi.	24 اکتوبر 1954ء
vii.	قائداعظم	viii.	23 جون 1955ء	ix.	1956ء
x.	پچاس ہزار				

مشقی سوالات۔۔۔انشائیہ طرز

سوال 1 قراردادِ مقاصد کے اہم نکات کی وضاحت کریں۔
جواب: سوال نمبر 2 دیکھئے۔
سوال 2: 1956ء کا آئین کن خصوصیات کا حامل تھا؟
جواب: سوال نمبر 3 دیکھئے۔
سوال 3: 1962ء کے آئین کی خصوصیات کا جائزہ لیں۔
جواب: سوال نمبر 4 دیکھئے۔
سوال 4: 1973ء کے آئین کی خصوصیات پر روشنی ڈالیں۔
جواب سوال نمبر 5 دیکھئے۔
سوال 5: 1973ء کے آئین کی اسلامی دفعات بیان کریں۔
جواب: سوال نمبر 6 دیکھئے۔

9

پاکستان میں مقامی حکومت

سبق کے اہم موضوعات

- تعریف اور تاریخی پس منظر
- لوکل گورنمنٹ پلان 2000ء
- ضلعی حکومت
- تحصیل حکومت

پاکستان میں مقامی حکومت
(Local Government in Pakistan)

سوال 1: مقامی حکومت کی تعریف کریں اور اس کے تاریخی پس منظر پر روشنی ڈالیں۔

جواب: **مقامی حکومت کی تعریف**

مقامی حکومت سے مراد ایسی حکومت ہے جس کی باگ دوڑ مقامی لوگوں کے ہاتھ ہوتی ہے اور وہی مقامی سطح کی پالیسیاں مرتب کرتے ہیں۔ منصوبے بناتے ہیں اور ان کو عملی جامہ پہناتے ہیں۔ مثلاً یونین کونسل، تحصیل کونسل اور ضلع کونسل کی حکومت۔

تاریخی پس منظر

پاکستان میں مقامی حکومت کے اداروں نے موجودہ شکل اختیار کرنے سے قبل تاریخی ارتقاء کے لحاظ سے جو مختلف مراحل طے کیے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1. 1882ء کا ایکٹ اور مقامی حکومت کا نظام

جنوبی ایشیا میں وائسرائے لارڈ رپن نے 1882ء کے ایک ایکٹ کے ذریعے مقامی حکومت کا نظام نافذ کیا تھا۔ اس نظام کے دو بڑے مقاصد تھے:

(i) انتظامیہ میں اختیارات کو مقامی سطح تک پہنچایا جائے اور مالیاتی وسائل میں غیر مرکزیت کا قیام عمل میں لایا جائے۔

(ii) حکومت کے روز افزوں بڑھتے ہوئے مسائل کے حل کے لیے عام اور سیاسی تعلیم کا قیام عمل میں لایا جائے۔

2. قیام پاکستان کے بعد مقامی حکومت کا نظام

جب پاکستان قائم ہوا تو ملک میں سیاسی طور پر استحکام نہ ہونے کے باعث مقامی

مسائل پر توجہ نہ دی جا سکی۔ اگر چہ اُس وقت دیہی اور شہری علاقوں میں مختلف نمائندہ اداروں کا وجود بھی تھا۔

3. دیہی امداد کے پروگرام کا آغاز

قیام پاکستان کے بعد ابتدائی دنوں میں دیہی امداد کا ایک پروگرام تشکیل دیا گیا۔ مگر وسائل کی عدم دستیابی کے باعث کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔

4. ایوب خان اور مقامی حکومت

ایوب خاں نے اپنے دور میں مقامی حکومت کا نیا نظام متعارف کروایا۔ اس کو بنیادی جمہوریت کا نام دیا گیا۔ اس کا مقصد بھی عوام کو مقامی سطح پر اختیارات دینا تھا۔ یہ نظام کافی حد تک درست چل رہا تھا مگر حکومت کی تبدیلی کے باعث ختم ہو گیا۔

5. بھٹو اور مقامی حکومت

بھٹو نے اپنے دورِ حکومت میں اس نظام کو بحال کیا لیکن اس پر زیادہ توجہ نہ دی گئی جس کی وجہ سے ناکام ہوا۔

6. ضیاء الحق اور مقامی حکومت

1977ء میں ضیاء الحق کا دورِ حکومت شروع ہوا تو انہوں نے اس نظام کو باقاعدہ طور پر چلایا۔ اس دور میں اس نظام کے ذریعے مقامی طور پر بہت سے کام ہوئے۔ خاص کر دیہاتی معاشرہ میں اس کے فوائد کافی تھے۔

7. جنرل مشرف اور مقامی حکومت

جنرل مشرف نے 12 اکتوبر 1999ء کو حکومت سنبھالی۔ انہوں نے مقامی حکومت کا ایک نیا انداز اپنایا۔ اس کے لیے لوکل گورنمنٹ پلان 2000ء تیار کیا گیا۔ اس کے تحت مقامی حکومت کا نیا ڈھانچہ تیار کیا گیا جو آج کل چل رہا ہے۔

سوال 2: لوکل گورنمنٹ پلان (مقامی حکومت پلان) 2000ء پر روشنی ڈالیں۔
نیز اس پلان کی انتخابی اصلاحات کا جائزہ لیں۔

جواب: **لوکل گورنمنٹ پلان 2000ء**

12 اکتوبر 1999ء کو موجودہ حکومت نے اقتدار سنبھالنے کے ساتھ ہی جو انقلابی اقدامات کیے۔ ان میں ایک اقدام مقامی حکومت کے نظام میں واضح تبدیلی کرنا تھا۔ مقامی حکومت کے نئے تبدیل شدہ نظام کا اجراء 14 اگست 2000ء کو ہوا۔ اس لوکل گورنمنٹ پلان کے مندرجہ ذیل نکات ہیں:

1. سیاسی اختیارات کی تقسیم
2. انتظامی اختیارات کی عدم مرکزیت
3. وسائل کی ضلعی سطح پر منتقلی و تقسیم
4. مقامی معاملات میں عوام کی شرکت اور مسائل کا حل

لوکل گورنمنٹ پلان 2000ء میں مقامی حکومت کا نظام تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:
1. ضلعی حکومت 2. تحصیل حکومت 3. یونین حکومت

لوکل گورنمنٹ پلان 2000ء کی انتخابی اصلاحات

1. ووٹ دینے کی کم از کم عمر 18 سال ہوتی ہے۔
2. انتخابات غیر جماعتی بنیادوں پر ہوتے ہیں۔
3. انتخابات میں ضلع ناظم و نائب ناظم کے لیے 50% ووٹ لینا ضروری ہوتا ہے۔ اگر کوئی امیدوار 50% ووٹ نہ لے سکے تو الیکشن کمیشن پہلے دو امیدوار، جو سب سے زیادہ ووٹ لیں گے کے درمیان دوبارہ انتخابات کرواتا ہے۔
4. انتخابات جداگانہ طرز انتخابات کے اصول پر ہوتے ہیں۔
5. تمام منتخب عہدیداران چار سال کے لیے منتخب کیے جاتے ہیں۔

6. ناظم و نائب ناظم دو دفعہ سے زیادہ اپنے عہدوں کے لیے انتخاب نہیں لڑ سکتے۔
7. خالی ہونے والی نشستوں کے لیے انتخابات سال میں صرف ایک دفعہ ہوتے ہیں۔
8. امیدوار کے لیے کم از کم عمر کی حد 25 سال ہوتی ہے۔
9. ووٹ دینے کے لیے ضروری ہے کہ متعلقہ علاقے میں بطور ووٹر نام درج کرائے۔
10. امیدوار کے لیے ضروری ہے کہ پاکستان کا شہری ہو۔
11. امیدوار کسی وفاقی، صوبائی یا علاقائی حکومت کی ملازمت میں نہ ہو۔

سوال 3: ضلعی حکومت کی تشکیل اور فرائض واضح کریں۔

جواب: ضلعی حکومت کی تشکیل

ضلعی حکومت میں ضلعی ناظم، نائب ناظم، ضلعی کونسل اور ضلعی انتظامیہ شامل ہے۔
ضلعی ناظم، ضلعی حکومت کا سربراہ ہوتا ہے وہ تمام انتظامی اختیارات کا مالک ہے۔ ضلع کی پولیس اور انتظامیہ اس کو جواب دہ ہے۔

ضلع کونسل/ضلع اسمبلی

ضلع کونسل اس طرح تشکیل پاتی ہے:

i. ہر ضلع کے اندر یونین کونسل کے ناظم، ضلع کونسل کے ممبر ہوتے ہیں۔
ii. ضلع کونسل کی ممبران کی تعداد کا 33% حصہ عورتوں کے لیے مخصوص ہوتا ہے۔
iii. 5% نشستیں کسان اور مزدوروں کے لیے ہوتی ہیں۔
iv. 5% نشستیں اقلیتوں کے لیے مخصوص ہوتی ہے۔

انتخاب ناظم و نائب ناظم ضلع

ضلع کونسل کے تمام ممبران ضلع ناظم اور نائب ناظم کا انتخاب کرتے ہیں۔ ان کے لیے ضروری ہے کہ 50% ووٹ حاصل کریں۔ ان کے لیے کم از کم میٹرک تعلیمی قابلیت ضروری ہے۔

ضلعی انتظامیہ

ضلعی انتظامیہ کا سربراہ ضلعی ناظم ہوتا ہے جو کہ تمام انتظامی اختیارات کا مالک ہے۔

ضلع کا انتظام ایک رابطہ افسر کے ذریعے چلایا جاتا ہے۔ یہ رابطہ افسر گریڈ 19 تا 20 کا ایک سرکاری ملازم ہوتا ہے۔ اس کو DCO یعنی ضلعی رابطہ آفیسر کہا جاتا ہے۔

ضلعی انتظامیہ بارہ محکموں پر مشتمل ہوتی ہے۔ ہر محکمے کا سربراہ ضلعی ایگزیکٹو آفیسر (EDO) کہلاتا ہے۔ یہ محکمے درج ذیل ہیں:

i.	ضلعی رابطہ کا محکمہ	ii.	امور مالیات و منصوبہ بندی
iii.	زراعت	iv.	صحت
v.	تعلیم	vi.	خواندگی
vii.	محکمہ مال	viii.	قانون
ix.	دیہی ترقی	x.	ورکس اور خدمات
xi.	نظم و ضبط	xii.	انفارمیشن ٹیکنالوجی

ضلعی حکومت کے فرائض

ضلعی حکومت کے درج ذیل فرائض ہیں:

1. بجٹ بنانا

ہر ضلعی انتظامیہ کا کام ہے کہ وہ ضلع کیلئے پروگرام بنائے اور ان کے لیے بجٹ بنا کر ناظم اور ضلعی کونسل سے اس کی منظوری لے تا کہ پروگراموں پر عمل درآمد ہو سکے۔

2. قواعد و ضوابط

ضلع کے اندر تمام لین دین کاروبار اور دیگر کاموں کے لیے قواعد و ضوابط کی تیاری اور منظور کرواتا ہے۔

3. وفاقی اور صوبائی قوانین

ضلعی حکومت کا فرض ہے کہ ضلع کے اندر صوبائی اور وفاقی قوانین رائج ہیں ان پر

عمل درآمد کروائے۔

4. رابطہ

ضلع کے اندر قائم مختلف مانیٹرنگ کمیٹیوں کے ساتھ رابطہ کرنا اور ان کو ضروری معلومات دینا اور لینا ہے۔

سوال 4: درج ذیل عنوانات کے تحت تحصیل حکومت کی وضاحت کریں:

(الف) تحصیل کونسل (ب) تحصیل ناظم و نائب ناظم

(ج) تحصیل انتظامیہ

جواب: (الف) تحصیل کونسل

تحصیل کونسل کی تشکیل مندرجہ ذیل طریقے سے ہوتی ہیں:

1. تحصیل کونسل تحصیل کے اندر تمام یونین کونسلوں کے نائب ناظمین پر مشتمل ہوتی ہے۔
2. تحصیل کونسل میں 33% نشستیں عورتوں کے لیے مخصوص ہوتی ہیں۔
3. 5% نشستیں مزدور و کسان کے لیے مخصوص ہوتی ہیں۔
4. 5% نشستیں اقلیتوں کے لیے مخصوص ہوتی ہیں۔

(ب) تحصیل ناظم و نائب ناظم

تحصیل ناظم و نائب ناظم کا انتخاب، تحصیل میں موجود تمام یونین کونسلر مل کر کرتے ہیں۔ تعلیمی قابلیت میٹرک ہوگی۔

تحصیل ناظم، تحصیل حکومت کا انتظامی سربراہ ہوتا ہے۔

(ج) تحصیل انتظامیہ

1. سربراہی

تحصیل حکومت کی سربراہی تحصیل ناظم کرتا ہے اور تحصیل کے تمام انتظامی

اختیارات اس کے پاس ہوتے ہیں۔

2. میونسپل آفیسر

تحصیل ناظم کے تحت ایک تحصیل میونسپل آفیسر (TMO) جو تحصیل کے تمام انتظامی معاملات کے لیے رابطہ آفیسر کے طور پر فرائض سرانجام دیتا ہے۔

3. تحصیل آفیسر

تحصیل میونسپل آفیسر کے ماتحت چار تحصیل آفیسرز (TOS) کام کرتے ہیں۔

4. نگرانی

تحصیل آفیسر (TOS) مندرجہ ذیل شعبوں کے حوالے سے معاملات کی نگرانی کرتے ہیں۔ ہر تحصیل میونسپل آفیسر کو اپنے اپنے شعبوں کے بارے میں رپورٹ دیتے ہیں۔

I. مالیات، بجٹ اکاؤنٹ   ii. دیہی اور شہری منصوبہ بندی

iii. میونسپل رابطہ و درجہ بندی   iv. لینڈ یوز کنٹرول

سوال 5: یونین حکومت کی تشکیل اور فرائض بیان کریں۔

جواب: **یونین حکومت کی تشکیل**

یونین حکومت، یونین ناظم، یونین نائب ناظم، یونین کونسل اور مجموعی انتظامیہ پر مشتمل ہوتی ہے۔

یونین کونسل میں دیہی و شہری فرق کو ختم کر دیا گیا ہے۔ دیہی و شہری علاقوں میں یونین کی آبادی برابر کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

ہر یونین میں 3 سیکرٹری ہیں جو یونین ناظم کے تحت کام کرتے ہیں:

الف۔ سیکرٹری یونین کمیٹی   ب۔ سیکرٹری فرائض میونسپل

ج۔ سیکرٹری دیہی ترقی

یونین کونسل کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ یونین کے اندر تمام بنیادی ضروریات کی

فراہمی یعنی بنائے مخصوص معاملات کی نگرانی و ترقی کے لیے یونین کونسل کی تنظیم کمیٹیوں کی شکل میں اس طرح کی جاتی ہے کہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ تحفظ، آزادی اور ضروریات کی فراہمی ہو سکے۔

یونین کونسل کی تشکیل

یونین کونسل کی تشکیل مندرجہ ذیل طریقے سے ہوتی ہے:

1. یونین کونسل کے اراکین کی کل تعداد 21 ہے،
2. 4 نشستیں عورتوں کے لیے مخصوص ہیں،
3. 2 نشستیں مزدوروں و کسانوں کے لیے اور
4. ایک نشست اقلیت کے لیے۔

عوام براہ راست ووٹوں سے یونین کونسل کے اراکین کا انتخاب کرتی ہے۔ یونین میں کثیر رکنی حلقہ انتخاب بنائے گئے ہیں۔

یونین کونسل کے فرائض

1. فرائض کی ادائیگی

یونین کونسل اپنے فرائض یونین انتظامیہ اور مانیٹرنگ کمیٹیوں کے ذریعے سرانجام دیتی ہے۔

2. دیکھ بھال

یونین کونسل مقامی نوعیت کے معاملات کی دیکھ بھال کرتی ہے۔

3. کمیونٹی بورڈ

یونین کونسل دیہی علاقوں میں دیہی کونسل اور شہری علاقوں میں شہری کمیونٹی بورڈ کے ساتھ مل کر کام کرتی ہے۔

4. سالانہ پروگرام

یونین کونسل اپنے علاقے کی ترقی و خوشحالی کے لیے سالانہ ترقیاتی پروگرام بناتی ہے۔

5. ٹیکس لگانا

یونین کونسل کو مخصوص معاملات میں ٹیکس لگانے کا اختیار ہوتا ہے۔

6. عدالتی نوعیت

یونین کونسل کو ابتدائی بنیادی نوعیت کے فوجداری، دیوانی، خاندانی جھگڑوں و مسائل کو حل کرنے کے لیے عدالتی نوعیت کا اختیار بھی حاصل ہوتا ہے۔

7. سیکیورٹی

یونین کونسل اپنی حدود کے اندر سیکیورٹی کا انتظام بھی کرتی ہے جس کے لیے ایک نظام تشکیل دیا گیا ہے جسے یونین گارڈ کہا جاتا ہے۔

مختصر جوابی سوالات

سوال: مقامی حکومت کے مقاصد تحریر کیجیے۔

جواب: مقاصد

i. مقامی لوگوں کو مقامی حکومت کے اختیارات دینا۔
ii. مقامی سطح کے مسائل حل کرنا۔ iii. مقامی وسائل کو استعمال میں لانا۔
iv. مقامی طور پر خوشحالی اور ترقی کرنا۔

سوال: ضلعی حکومت کی تشکیل کیسے ہوتی ہے؟

جواب: ضلعی حکومت کی تشکیل

ضلعی حکومت میں ضلعی ناظم، نائب ناظم اور ضلعی انتظامیہ ہوتی ہے۔ اس حکومت کا سربراہ ضلعی ناظم ہوتا ہے۔ تمام انتظامی اختیارات اس کے پاس ہوتے ہیں۔ اس کی مدد کے لیے رابطہ آفیسر (DCO) ہوتا ہے۔ تمام محکمے اسے جواب دہ ہوتے ہیں۔ وہ ضلع کی ضروریات، ترقی اور خوشحالی کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

سوال: ڈی سی او کیا ہوتا ہے؟

جواب: ڈی سی او

ڈی سی او ضلعی رابطہ آفیسر ہوتا ہے۔ ضلع کا انتظام اس کے ذریعے چلایا جاتا ہے۔ یہ ایک سرکاری ملازم ہوتا ہے اور یہ گریڈ انیس یا بیس کا آفیسر ہوتا ہے۔ اس کے ماتحت ضلعی ایگزیکٹو آفیسر ہوتے ہیں۔ یہ دس یا بارہ ہوتے ہیں۔

سوال: تحصیل حکومت کی تشکیل کیسے ہوتی ہے؟

جواب: تحصیل حکومت

تحصیل حکومت، تحصیل ناظم، نائب تحصیل ناظم، تحصیل کونسل اور تحصیل انتظامیہ پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کے تحت یونین کونسل ہوتی ہیں، تحصیل کونسل میں ہر یونین کا نائب ناظم

بطور ممبر کے شامل ہوتا ہے۔ تحصیل ناظم تحصیل حکومت کا انتظامی سربراہ ہوتا ہے۔

سوال: یونین حکومت کیسے بنتی ہے؟

جواب: یونین حکومت

یونین حکومت یونین ناظم، نائب ناظم، یونین کونسل اور یونین انتظامیہ پر مشتمل ہے۔
ہر یونین میں تین سیکرٹری ہوتے ہیں جو یونین کے ناظم کے تحت کام کرتے ہیں۔

الف۔ سیکرٹری یونین کمیٹی

ب۔ سیکرٹری فرائض میونسپل

ج۔ سیکرٹری دیہی ترقی

یونین حکومت کا کام ہوتا کہ وہ لوگوں کو تحفظ آزادی اور ضروریات کی فراہمی کرے۔

سوال: تحصیل ناظم اور نائب ناظم کا انتخاب کیسے ہوتا ہے؟

جواب: انتخاب

تحصیل ناظم اور نائب ناظم کا انتخاب تحصیل میں موجود تمام یونین کونسلرز حل کرتے ہیں۔ ان کی تعلیمی قابلیت میٹرک ہوتی ہے۔ تحصیل ناظم تحصیل حکومت کا انتظامی سربراہ ہوتا ہے۔

سوال: مقامی حکومت کے انتخاب کس طرز پر ہوتے ہیں؟

جواب: انتخاب

مقامی حکومت کے انتخاب غیر جماعتی بنیادوں پر ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ امیدواران کا کسی سیاسی جماعت سے تعلق نہیں ہوتا۔ انتخاب میں کوئی امیدوار کسی جماعت کا نشان یا جھنڈا وغیرہ استعمال نہیں کر سکتا۔

سوال: ضلع میں کون سے محکمے کام کرتے ہیں؟

جواب: ضلع کے محکمے

ضلع میں درج ذیل محکمے کام کرتے ہیں:

i.	ضلعی رابطہ کا محکمہ	ii.	امور مالیات و منصوبہ بندی
iii.	زراعت	iv.	صحت
v.	تعلیم	vi.	خواندگی
vii.	محکمہ مال	viii.	قانون
ix.	دیہی ترقی	x.	ورکس اور خدمات
xi.	نظم و ضبط	xii.	انفارمیشن ٹیکنالوجی

سوال: قیام پاکستان کے بعد مقامی حکومت کا ادارہ فعال کیوں نہیں رہا؟

جواب: مقامی حکومت کا ادارہ

قیام پاکستان کے بعد مقامی حکومت کا ادارہ مختلف مسائل کا شکار ہو گیا' کیونکہ ملک میں سیاسی استحکام پیدا نہ ہو سکا۔ اس لیے مرکزی اور صوبائی حکومتیں اس ادارے پر توجہ نہ دے سکیں۔ زیادہ عرصہ دستور کا مسئلہ حل نہ ہو سکا۔ اس کی وجہ سے بھی یہ ادارہ کام نہ کر سکا۔ ایوب خاں کے دور میں اس ادارے کو فعال بنایا گیا۔

سوال: لوکل گورنمنٹ پلان کی بنیاد کن نکات پر رکھی گئی؟

جواب: پلان کی بنیاد

1. سیاسی اختیارات کی تقسیم
2. انتظامی اختیارات کی عدم مرکزیت
3. وسائل کی ضلعی سطح پر منتقلی و تقسیم
4. مقامی معاملات میں عوام کی شرکت اور مسائل کا حل

معروضی سوالات

1. ہر سوال کے چار جوابات دیئے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i. مقامی حکومت کا نظام وائسرائے لارڈ رپن نے ایک ایکٹ کے ذریعے کب نافذ کیا؟

(الف) 1880ء (ب) 1882ء
(ج) 1884ء (د) 1886ء

ii. صدر پرویز مشرف نے اقتدار سنبھالا:

(الف) 1996ء (ب) 1997ء
(ج) 1998ء (د) 1999ء

iii. نئے مقامی حکومت کے نظام کا اجراء کب ہوا؟

(الف) 2001ء (ب) 2002ء
(ج) 2003ء (د) 2004ء

iv. مقامی حکومت کو تقسیم کیا گیا ہے:

(الف) دو حصوں میں (ب) تین حصوں میں
(ج) چار حصوں میں (د) پانچ حصوں میں

v. ضلع کونسل میں عورتوں کے لیے نشستیں مخصوص ہیں:

(الف) 13% (ب) 23%
(ج) 33% (د) 43%

vi. یونین کونسل کے اراکین کی کل تعداد ہے:

(الف) 12 (ب) 15
(ج) 18 (د) 21

vii. ضلعی ناظم کے لیے ووٹ لینا ضروری ہیں:

(الف) 40% (ب) 50%

(ج) 60% (د) 70%

viii. ہر یونین کونسل میں سیکرٹریوں کی تعداد ہے:

(الف) 3 (ب) 6

(ج) 9 (د) 12

ix. تحصیل کونسل میں اقلیتوں کی نشستیں مخصوص ہیں:

(الف) 2% (ب) 3%

(ج) 4% (د) 5%

x. یونین کونسل میں کسان و مزدور مخصوص نشستیں ہیں:

(الف) 2 فیصد (ب) 4 فیصد

(ج) 6 فیصد (د) 8 فیصد

جوابات

1. کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

i.	1882ء	ii.	1999ء	iii.	2001ء
iv.	تین حصوں میں	v.	33 فیصد	vi.	21
vii.	50%	viii.	03	ix.	5%
x.	2%				

مشقی سوالات ۔۔۔ انشائیہ طرز

سوال 1: مقامی حکومت کی تعریف کریں اور اس کے تاریخی پس منظر پر روشنی ڈالیں۔

جواب: سوال نمبر 1 دیکھیے۔

سوال 2: ضلعی حکومت کی تشکیل اور فرائض واضح کریں۔

جواب: سوال نمبر 3 دیکھیے۔

سوال 3: درج ذیل عنوانات کے تحت تحصیل حکومت کی وضاحت کریں:

(الف) تحصیل کونسل　　(ب) تحصیل ناظم و نائب ناظم

(ج) تحصیل انتظامیہ

جواب: سوال نمبر 4 دیکھیے۔

سوال 4: یونین حکومت کی تشکیل اور فرائض بیان کریں۔

جواب: سوال نمبر 5 دیکھیے۔

سوال 5: مقامی حکومت پلان 2000ء کی انتخابی اصلاحات کا جائزہ لیں۔

جواب: سوال نمبر 2 دیکھیے۔

......☆......

برائے جماعت نہم، دہم
216
آئینہ سوکس
10
پاکستان اور اس کے ہمسایہ ممالک
سبق کے اہم موضوعات
خارجہ پالیسی، افغانستان،
تعارف اور پاکستان کے تعلقات
عوامی جمہوریہ چین،
تعارف اور پاکستان کے تعلقات
ایران،
تعارف اور پاکستان کے تعلقات
بھارت،
تعارف اور پاکستان کے تعلقات

پاکستان اور اس کے ہمسایہ ممالک
(Pakistan and his neighbouring countries)

سوال 1: خارجہ پالیسی سے کیا مراد ہے؟ نیز پاکستان کے ہمسایہ ملک افغانستان کا تعارف کروائیں اور پاکستان اور افغانستان کے تعلقات کا جائزہ لیں۔

جواب: **خارجہ پالیسی**

کوئی بھی ملک دوسرے ممالک سے تعلقات قائم کرنے ان کو فروغ دینے اور اپنے قومی مفاد کے حصول کی خاطر بین الاقوامی سطح پر جو بھی مناسب اقدامات کرتا ہے یہ اس ملک کی خارجہ پالیسی کہلاتی ہے۔

افغانستان کا تعارف

افغانستان، پاکستان کے شمال مغرب میں واقع پاکستان کا ہمسایہ ملک ہے۔ افغانستان کے صوبوں کی تعداد 26 ہے۔ یہ سارے کا سارا ملک پہاڑی ہے۔ اس میں مختلف اقوام آباد ہیں۔ مثلاً افغان، تاجک، ازبک، ہزارہ اور ترک۔ تاہم زیادہ تعداد افغانیوں کی ہے۔ افغانستان کے باشندے پشتو زبان بولتے ہیں اور زیادہ تر لوگ تجارت کے پیشے سے منسلک ہیں۔ افغانستان کا دارالخلافہ کابل ہے۔ 2002ء سے قبل یہاں پر مجاہدین کے ایک گروپ "طالبان" کی حکومت تھی۔ 2002ء میں حامد کرزئی کی عبوری حکومت کا قیام عمل میں آیا۔ حامد کرزئی نے 2004ء کے انتخابات میں واضح اکثریت حاصل کی اور ملک کے پہلے صدر بنے۔

پاکستان کے ساتھ تعلقات کا جائزہ

1. خیرسگالی دورے

1970ء کی دہائی کے ابتدائی سالوں میں پاکستان کے وزیراعظم اور افغانستان کے صدر نے خیرسگالی دورے کئے اور دونوں ممالک نے علاقائی سالمیت اور ایک دوسرے کے معاملات میں عدم مداخلت کی پالیسی پر عمل پیرا رہنے کا عہد کیا۔

2. فوجی انقلاب اور روسی مداخلت

اپریل 1978ء میں افغانستان کو ایک فوجی انقلاب کا سامنا کرنا پڑا۔ دسمبر 1979ء میں افغانستان میں روس نے اپنی فوجیں داخل کر دیں۔ افغانستان میں روسی افواج کے داخلے کے بعد افغانستان اور پاکستان کے تعلقات بگڑ گئے۔ افغانستان کی حکومت نے اپنے مخالفین کو کچلنے کے لیے بڑے پیانے پر روسی افواج کو استعمال کیا۔ لہٰذا 30 لاکھ سے زائد افغان باشندے اپنا ملک چھوڑنے پر مجبور ہو گئے اور انہوں نے پاکستان میں پناہ حاصل کی۔ پاکستان کی حکومت نے اسلامی جذبے اور انسانیت کے پیش نظر ان 30 لاکھ افغانیوں کو اپنی سرزمین پر پناہ دی۔

3. افغان عوام کی حمایت

جب افغان عوام نے روسی فوجیوں کے خلاف باقاعدہ جہاد کا آغاز کیا تو پاکستان نے نہ صرف اُن کی تائید کی بلکہ اس مسئلے کا سفارتی حل تلاش کرنے کی بھی کوشش کی۔

4. جنیوا معاہدہ

افغانستان سے روسی فوجوں کے انخلاء کے سلسلے میں 1988ء میں اقوام متحدہ کی زیرنگرانی پاکستان، افغانستان اور روس کے درمیان ایک معاہدہ ہوا۔ اس معاہدے کی رو سے روس نے 1989ء میں افغانستان سے اپنی فوجیں واپس بلا لیں۔

5. مجاہدین کی حکومت

افغانستان سے روسی افواج کی واپسی کے کچھ عرصہ بعد اپریل 1992ء میں افغانستان میں مجاہدین نے حکومت قائم کر لی۔ مجاہدین کی اس حکومت کو پاکستان نے فوراً تسلیم کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد مجاہدین کا آپس میں اختلاف پیدا ہو گیا اور مجاہدین کے ایک گروپ نے جو کہ "طالبان" کہلاتا تھا۔ افغانستان کے زیادہ تر حصے میں اسلامی حکومت قائم کی۔ حکومت پاکستان نے اس اسلامی حکومت کو بھی فوری طور پر تسلیم کر لیا۔

6. مشترکہ کمیشن کا قیام

مئی 2000ء میں پاکستان اور افغانستان نے دونوں ممالک کی سرحد کے آر پار سمگلنگ کو روکنے، افغان مہاجرین کی واپسی کے مسئلے کو حل کرنے اور دونوں ممالک کے آپس کے جھگڑوں کا فیصلہ کرنے کی غرض سے ایک مستقل مشترکہ کمیشن قائم کیا۔

7. ورلڈ ٹریڈ سنٹر کا واقعہ

11 ستمبر 2001ء کو امریکہ میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر کا حادثہ پیش آیا۔ امریکہ نے حادثے میں ملوث افراد کا تعلق القاعدہ سے بتایا گیا اور کہا گیا کہ یہ افغانستان کے القاعدہ لوگوں کا کام ہے۔ لہٰذا امریکہ نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ وہاں طالبان کی حکومت کو ختم کر کے قبضہ کر لیا گیا۔ پاکستان نے امریکہ کی حمایت کی اور کہا کہ وہ دہشت گردوں کی مخالفت کرتا ہے۔ امریکہ نے وہاں پر نئی حکومت قائم کی پاکستان نے بھی نئی حکومت کے ساتھ تعاون کا اعلان کیا اور اس کی امداد کا اعلان کیا۔ تاحال نئی حکومت سے امریکہ بھرپور تعاون کر رہا ہے۔

8. تعلقات کا نیا دور

2003ء میں پاکستان میں نئی جمہوری حکومت کے قیام کے بعد پاکستان کے وزیراعظم اور افغانستان کے صدر کے مابین گیس پائپ لائن کے مسئلے کو حل کیا گیا اور اس منصوبے کی تکمیل کے لیے مدد دینے کا معاہدہ بھی طے پایا۔ 2004ء میں جناب حامد کرزئی

افغانستان کے جمہوری صدر منتخب ہوئے۔ لہٰذا اب ان دونوں ممالک کے درمیان خوشگوار تعلقات کی توقع کی جارہی ہے۔

سوال 2: عوامی جمہوریہ چین کا تعارف کروائیں اور پاکستان کے ساتھ تعلقات پر روشنی ڈالیں۔

جواب: **عوامی جمہوریہ چین کا تعارف**

پاکستان کا ہمسایہ اور دوست ملک چین پاکستان کے شمال میں واقع ہے۔ چین کی پاکستان کے ساتھ ملنے والی سرحد کی لمبائی تقریباً 600 کلومیٹر ہے۔ چین کی آبادی ایک ارب سے بھی زیادہ ہے۔ یہ آبادی کے اعتبار سے دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے۔ عوامی جمہوریہ چین 1949ء میں قائم ہوا۔ اس کا دارالحکومت بیجنگ ہے۔ یہ ایک اشتراکی ریاست ہے یعنی یہاں کمیونسٹ حکومت ہے۔ عوامی رابطے کی زبان چینی ہے۔

پاکستان کے ساتھ تعلقات

1. بنڈونگ کانفرنس

چین سے قریبی تعلقات کا سلسلہ 1955ء میں شروع ہوا جب انڈونیشیا کے شہر بنڈونگ میں منعقد ہونے والی ایک کانفرنس میں پاکستانی وزیراعظم چوہدری محمد علی اور چینی وزیراعظم چو این لائی کی ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد ملاقاتوں کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ 1963ء میں دونوں ممالک کے درمیان سرحدی حد بندی کا کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اس کے نتیجے میں دونوں ممالک کے تعلقات مزید خوشگوار ہوگئے اور تجارتی معاہدوں کی راہ ہموار ہوئی۔ پاکستان کی ہوائی کمپنی (PIA) نے چین کے دارالحکومت بیجنگ تک ہوائی سروس کا آغاز بھی کر دیا۔

2. صدر پاکستان کا دورہ چین

فروری 1964ء میں پاکستان کے صدر ایوب خان نے چین کا دورہ کیا۔ اس دورہ کے دوران کشمیر کے پرامن حل کے لیے چین نے پاکستان کی حمایت کی۔ 1965ء کی پاک

بھارت جنگ میں بھی چین نے پاکستان کا ساتھ دیا اور پاکستان کو اسلحہ بھی مہیا کیا۔

3. فنی اور مالی امداد

صنعتی ترقی کے لیے بھی چین نے پاکستان کی مدد کی ہے۔ مثلاً ٹیکسلا کے مقام پر بھاری مشینی کمپلیکس اور اس کے ذیلی منصوبے لانڈھی میں مشین ٹول فیکٹری کا قیام اور اسلام آباد میں سپورٹس کمپلیکس کا قیام چین اور پاکستان کی دوستی کی علامت ہیں۔

4. شاہراہ قراقرم کی تعمیر

دونوں ممالک کے درمیان دوستانہ تعلقات اور تجارت کو فروغ دینے کے لیے کوہ قراقرم کی سخت چٹانوں کو کاٹ کر ایک ایسی پختہ سڑک تعمیر کی گئی ہے جو ہر موسم میں کارآمد رہتی ہے۔ اس سڑک کو شاہراہ قراقرم یا شاہراہ ریشم کہتے ہیں۔ اس سڑک کی تعمیر سے پاکستان اور چین کے تعلقات میں مزید اضافہ ہوا ہے اور تجارت تیزی سے بڑھی ہے۔ شاہراہ ریشم پاک چین دوستی کی عظیم علامت ہے۔

5. دفاعی معاہدے

1985ء میں چین اور پاکستان کے درمیان بہت سے دفاعی معاہدے کیے گئے۔ ان معاہدوں کے نتیجے میں چین نے پاکستان واہ آرڈی ننس فیکٹری اور کامرہ کمپلیکس اور صوبہ سرحد میں ہیوی الیکٹریکل کمپلیکس کی تعمیر کے لیے پاکستان کی مدد کی۔

6. سفارتی تعلقات

اکتوبر 1949ء میں عوامی جمہوریہ چین کے قیام کے چند ماہ بعد پاکستان نے اسے تسلیم کرلیا اور اس سے سفارتی تعلقات قائم کیے اور سفارتی سطح پر ہمیشہ چین کا ساتھ دیا۔ چین کو اقوام متحدہ کا مستقل ممبر بنانے، امریکہ اور چین کو ایک دوسرے کے قریب لانے میں پاکستان کا کردار نہایت اہم رہا۔ کمپوچیا میں غیر ملکی فوجوں کی مداخلت پر پاکستان نے چین کی حمایت کی اور چین نے مسئلہ افغانستان کے سلسلے میں روس کی جارحانہ مداخلت کی مذمت کی اور

پاکستان کے موقف کی حمایت کی۔

7. خیرسگالی دورے

پاکستان اور چین کے درمیان دوطرفہ تعلقات کی بنیاد پر چین کے وزیراعظم نے 1987ء میں پاکستان کا دورہ کیا۔ اسی طرح چین کے وزیر دفاع نے فروری 1999ء میں اور نیشنل پیپلز کانگرس کے چیئرمین نے اپریل 1999ء میں پاکستان کا دورہ کیا۔ اس کے بعد چینی وزیراعظم نے 2001ء میں پاکستان کا دورہ کیا اور جنرل پرویز مشرف صدر پاکستان نے بھی 2001ء اور 2002ء میں چین کا دورہ کیا۔ ان باہمی خیر سگالی دوروں سے دونوں ممالک کے درمیان پائے جانے والے تعلقات مزید وسیع ہوئے۔

سوال 3: پاکستان کے ہمسایہ اسلامی ملک ایران کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ پاکستان کے ایران کے ساتھ تعلقات بیان کریں۔

جواب: ایران کا تعارف

پاکستان کا ہمسایہ اسلامی ملک ایران پاکستان کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ ایران کا دارالحکومت تہران ہے۔ قومی زبان فارسی اور اہم ذریعہ آمدن تیل ہے۔ ایران کی آبادی کا کثیر حصہ شیعہ مسلم ہے۔ ایران میں زمانہ قدیم سے خاندانی بادشاہت قائم تھی۔ 1979ء میں ایران میں اسلامی انقلاب آیا جس کے نتیجے میں وہاں جمہوری حکومت کا قیام عمل میں آیا۔

پاکستان اور ایران کے تعلقات

1. وزیراعظم کا دورۂ ایران

پاکستان کے وزیراعظم نے 1949ء میں ایران کا دورہ کیا اور شہنشاہ ایران نے 1950ء میں پاکستان کا دورہ کیا۔ ان دوروں کے نتیجے میں دونوں ممالک میں تجارتی تعلقات قائم ہوئے۔

2. پاکستان کی حمایت

1965ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران سفارتی حمایت کے لیے ایران نے پاکستان میں ایک طبی مشن بھیجا اور پانچ ہزار ٹن خام تیل بطور تحفہ دیا۔ 1971ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران بھی پاکستان کو ایران کی اخلاقی مدد حاصل رہی۔

3. اسلامی انقلاب

1979ء میں ایران میں ایک زبردست مذہبی تحریک چلی جس کے نتیجہ میں شہنشاہیت کا خاتمہ ہوا اور حکومت کی باگ ڈور عوام کے ہاتھ میں آ گئی۔ اس انقلاب کے بعد پاکستان اور ایران میں دوطرفہ برادرانہ قریبی تعلقات میں بدستور اضافہ ہو رہا ہے۔ پاکستان نے ایران کی نئی اسلامی حکومت کو تسلیم کر لیا اور ہر شعبہ میں تعاون کو مزید فروغ دیا۔ تجارت کے فروغ کے لیے دونوں ممالک کے وفود نے دورے کیے۔

4. اقتصادی تعاون کی تنظیم کا قیام

پاکستان اور ایران نے ترکی کے ساتھ مل کر 1885ء میں آر۔سی۔ڈی کا نام بدل کر (E.C.O.) یعنی اقتصادی تعاون کی تنظیم رکھ دیا۔ اس نئی تنظیم کے مقاصد بھی کم و بیش وہی ہیں جو آر۔سی۔ڈی کے تھے یعنی ان تینوں ممالک کے درمیان صنعتی، تجارتی، اقتصادی، تعلیمی اور ثقافتی شعبوں میں تعاون کرنا اور اسے فروغ دینا۔ اب اس تنظیم میں وسطی ایشیا کے کئی مسلم ممالک بھی شامل ہو گئے ہیں۔

5. صدر پرویز مشرف کا دورۂ ایران

2000ء میں پاکستان کے سابق صدر جنرل پرویز مشرف نے ایران کا دورہ کیا اور ایران اور بھارت گیس پائپ لائن کے پروگرام میں بھرپور تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

6. صدر آصف علی زرداری کا دورۂ ایران

24 مئی 2009ء میں پاکستان کے موجودہ صدر آصف علی زرداری نے ایران میں پاکستان، ایران اور افغانستان کے سربراہ اجلاس میں شرکت کی اور پاک ایران گیس پائپ لائن معاہدے پر دستخط کیے۔ پاکستان کو 25 سال تک گیس مہیا ہو گی۔

سوال 4: بھارت کا تعارف کروائیں۔ نیز پاکستان اور بھارت کے تعلقات میں آنے والے نشیب و فراز کا احاطہ کریں۔

جواب: **بھارت کا تعارف**

پاکستان کا ہمسایہ ملک بھارت پاکستان کے مشرق میں واقع ہے۔ اس کی پاکستان سے ملحقہ سرحد کی لمبائی 1600 میل ہے۔ بھارت 15 اگست 1947ء کو برطانوی تسلط سے آزاد ہوا۔ اس کا طرزِ حکومت پارلیمانی ہے۔ دارالحکومت کا نام دہلی ہے۔ اس کی آبادی پاکستان سے بھی زیادہ ہے۔ اس میں بہت سی اقلیتیں بھی آباد ہیں۔ اقلیتوں میں مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔

پاک بھارت تعلقات

1. مسئلہ کشمیر

پاکستان اور بھارت کے درمیان سب سے بڑا مسئلہ اور بنیادی تنازعہ مسئلہ کشمیر ہے۔ اس مسئلے پر تین جنگیں ہو چکی ہیں لیکن ابھی تک یہ مسئلہ جوں کا توں حل طلب ہے جب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا بھارت اور پاکستان کے تعلقات معمول پر نہیں آ سکتے۔ اس کے علاوہ بھارت قیامِ پاکستان کے وقت سے ہی پاکستان کے لیے بہت سے مسائل پیدا کرتا رہا ہے۔

2. سندھ طاس کا معاہدہ

1960ء میں عالمی بینک اور دیگر ممالک کی مدد سے پاکستان اور بھارت کے درمیان پانی کا مسئلہ حل کرنے کے لیے ایک معاہدے پر دستخط ہوئے۔ یہ معاہدہ سندھ طاس معاہدہ کہلاتا ہے لیکن بھارت نے اس منصوبے کے لیے اپنے حصے کی رقم نہیں دی۔

3. شملہ معاہدہ

جب 1971ء میں پاکستان کا مشرقی بازو یعنی مشرقی پاکستان ملک کے باقی حصے سے الگ ہو کر "بنگلہ دیش" کے نام سے ایک نیا ملک دنیا کے نقشے پر ظاہر ہوا۔ پاکستان کو اس

عظیم سانحے سے دوچار کرنے کے لیے بھارت نے علیحدگی پسند عناصر کی مدد کی اور عملاً مشرقی پاکستان پر حملہ بھی کیا۔ اس المیے کے بعد پاکستان اور بھارت دونوں ممالک کے درمیان شملہ کے مقام پر ایک معاہدہ ہوا جو "شملہ معاہدہ" کہلاتا ہے۔ اس معاہدہ کے مطابق دونوں ممالک نے اعلان کیا کہ وہ اپنے باہمی اختلافات مذاکرات کے ذریعے حل کریں گے۔

معاہدہ شملہ پر دستخط ہونے کے بعد پاکستان اور بھارت کے تعلقات میں کچھ بہتری ہوئی۔ محدود سطح پر تجارت اور مسافروں کی آمدورفت شروع ہوئی۔ ٹیلی فون اور دیگر ذرائع رسل و رسائل بحال ہوئے۔ اس کے علاوہ 1980ء سے جنوبی ایشیا کی علاقائی تعاون کی تنظیم سارک (SAARC) کے دائرہ میں بھی دونوں ملکوں میں تعاون بڑھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

4. سارک کانفرنس

1988ء میں ہونے والی سارک کانفرنس میں پاکستان اور بھارت کے وزرائے اعظم نے ملاقات کی اور ایک معاہدہ پر دستخط کیے۔ اس معاہدہ کی رو سے دونوں ممالک نے ایک دوسرے کے ایٹمی مراکز پر حملہ نہ کرنے کی پابندی کرنے کا عہد کیا۔

5. حق خود ارادیت کا مطالبہ

جب 1989ء میں کشمیری مجاہدین نے بھارت کے خلاف جہاد شروع کیا تو پاکستان نے ہندوستان سے مطالبہ کیا کہ کشمیریوں کو اُن کا حق خود ارادیت دیا جائے لیکن بھارت نے پاکستان کے اس مطالبے کو نظرانداز کر دیا۔

6. تعلقات میں بہتری

1990ء میں پاک بھارت تعلقات کسی حد تک بہتر ہوئے۔ تجارت میں اضافہ ہوا لیکن یہ تعلقات بھی مسئلہ کشمیر کی وجہ سے ایک خاص حد سے آگے نہ بڑھ سکے کیونکہ بھارت کشمیر کے مسئلے کو منصفانہ طریقے سے حل نہیں کرنا چاہتا۔ تاہم پاکستان کا مؤقف یہی ہے کہ

مسئلہ کشمیر کو سلامتی کونسل کی قراردادوں کے مطابق حل کیا جائے۔ تاکہ دونوں ممالک کے تعلقات میں بہتری آ سکے۔

7. آگرہ کانفرنس

- پاکستان کے صدر جنرل پرویز مشرف اور بھارت کے وزیراعظم اٹل بہاری واجپائی کے درمیان آگرہ کے مقام پر ایک کانفرنس ہوئی۔ یہ کانفرنس 14 جولائی 2001ء سے 17 جولائی 2001ء تک جاری رہی۔ اس کانفرنس میں پاکستانی صدر نے مسئلہ کشمیر کے سلسلے میں اپنا موقف بڑی جرأت کے ساتھ پیش کیا جس کو پوری دنیا میں سراہا گیا لیکن ان مذاکرات میں بھی مسئلہ کشمیر کا کوئی حتمی فیصلہ نہ ہو سکا۔

8. تعلقات کا نیا دور

جنوری 2004ء میں اسلام آباد میں منعقد ہونے والی سارک کانفرنس کے موقع پر صدر پاکستان اور بھارتی وزیراعظم کے درمیان مذاکرات ہوئے اور مذاکرات کو جاری رکھنے کا عزم بھی کیا گیا۔ پھر ستمبر 2004ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس کے موقع پر دوبارہ صدر پاکستان اور نئے بھارتی وزیراعظم کے درمیان مذاکرات کو جاری رکھنے کا عزم ظاہر کیا گیا۔ نتیجتاً دونوں ممالک کے وزرائے خارجہ وقتاً فوقتاً ملاقات کرتے رہتے ہیں۔

مختصر جوابی سوالات

سوال: خارجہ پالیسی سے کیا مراد ہے؟

جواب: خارجہ پالیسی

بیرونی ممالک سے تعلقات قائم کرنے ان کو فروغ دینے اور قومی مفاد کے حصول کے لیے بین الاقوامی سطح پر مناسب اقدامات اٹھانے کا نام خارجہ پالیسی ہے۔

سوال: 1979ء میں روسی افواج کے افغانستان داخلے سے افغان عوام کو کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب: افغان مشکلات

i. روسی افواج کے داخلے سے افغان عوام کو تنگ کیا گیا۔ انہیں سرعام قتل کیا گیا۔
ii. افغان عوام کو جبر کی طرف دھکیل دیا گیا۔
iii. بہت سے افغان لوگ ہجرت کر کے پاکستان آ گئے۔ اس طرح انہیں اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا۔

سوال: پاکستان اور بھارت کے درمیان تناؤ کم کرنے میں سارک کا کیا کردار ہے؟

جواب: سارک کا کردار

1. سارک کانفرنس کے ذریعے پاکستان اور بھارت نے ایک دوسرے کے جوہری مراکز پر حملہ نہ کرنے کا معاہدہ کیا۔ اس سے دونوں ممالک کے درمیان تناؤ کم ہوا۔
2. محدود پیمانے پر تجارت اور لین دین شروع ہوا۔
3. 2004ء سارک کانفرنس کے ذریعے بھی پاکستان اور بھارت کے درمیان بہت سے سمجھوتے طے پائے جس سے تعلقات میں بہتری پیدا ہوئی۔

سوال: اقتصادی تعاون کی تنظیم (ECO) کیا ضروری اقدامات اٹھا رہی ہے؟

جواب: اقدامات

1. اقتصادی تعاون کی تنظیم وسطی ایشیا کے ممالک، ایران، ترکی آپس میں اقتصادی، صنعتی، تجارتی اور تعلیمی میدانوں میں تعاون بڑھا رہے ہیں۔
2. تنظیم ایک ترقیاتی بنک بھی قائم کر رہی ہے تاکہ ان ممالک میں سرمایہ کاری میں مدد ملے۔
3. علاقے میں نقل و حمل کا موثر نظام قائم کیا جا رہا ہے۔
4. ایک دوسرے کو تکنیکی مدد اور مہارت بہم پہنچائی جا رہی ہے۔
5. اس تنظیم نے مسئلہ کشمیر حل کرنے پر بھی زور دیا ہے۔

سوال: دفاعی میدان میں چین نے پاکستان کی کیسے مدد کی؟

جواب: دفاعی میدان اور چین

چین اور پاکستان کے درمیان کئی دفاعی معاہدے ہوئے ہیں جن کے ذریعے چین نے پاکستان کی دفاعی امداد کی۔ ان معاہدوں کے تحت چین نے کامرہ کمپلیکس، پاکستان واہ فیکٹری کی تعمیر میں مدد دی۔ صوبہ سرحد میں ہیوی الیکٹریکل کمپلیکس تعمیر کر دیا۔ چین نے پاکستان کی دفاعی قوت کو مضبوط کرنے کے لیے مختلف قسم کا اسلحہ، ٹینک اور جنگی طیارے دیے۔

سوال: پاکستان اور بھارت کے تعلقات کے نئے دور میں کیا پیش رفت ہوئی ہے؟

جواب: نئے تعلقات

جنوری 2004ء میں سارک کانفرنس کے دوران صدر پاکستان اور بھارت کے وزیر اعظم کے درمیان مذاکرات ہوئے اور کئی سمجھوتے طے ہوئے اور مزید مذاکرات جاری رکھنے پر اتفاق ہوا۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس 2004ء کے موقع پر بھی دونوں

رہنماؤں کے درمیان ملاقات ہوئی اور مذاکرات شروع ہوئے جس کی وجہ سے بعد میں وزرائے خارجہ وسیکرٹری خارجہ کی ملاقاتیں بھی ہوئیں۔ پاک و ہند کے درمیان کرکٹ میچ دوران دونوں رہنماؤں کے درمیان ملاقات ہوئی ہے۔اس سے نئے تعلقات کا آغاز ہوا ہے۔

سوال: پاکستان اور افغانستان نے مئی 2000ء میں مشترکہ کمیشن کیوں قائم کیا؟

جواب: مشترکہ کمیشن

پاکستان اور افغانستان کے درمیان مئی 2000ء میں ایک مشترکہ کمیشن قائم کیا گیا جس کا مقصد یہ تھا کہ سرحد کے آر پار سمگلنگ کو روکنا۔

افغان مہاجروں کی واپسی کو باضابطہ بنانا۔

دونوں ممالک کے جھگڑوں کو مناسب طریقے سے طے کرنا۔

سوال: عوامی جمہوریہ چین کا تعارف بیان کیجیے۔

جواب: عوامی جمہوریہ چین

چین پاکستان کا ہمسایہ ملک ہے' یہ 1949ء میں قائم ہوا۔یعنی پاکستان سے دو سال بعد اس کی آبادی ایک ارب سے زیادہ ہے۔آبادی کے لحاظ سے یہ دنیا کی سب سے بڑی ریاست ہے۔چین اور پاکستان کی مشترکہ سرحد چھ سو کلومیٹر ہے۔یہاں کے لوگ چینی زبان بولتے ہیں۔چین کا دارالحکومت بیجنگ ہے۔

چین اور پاکستان کے تعلقات کا سلسلہ تقریباً 1955ء میں شروع ہوا۔دونوں کے تعلقات مثالی ہیں۔

سوال: ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے واقعہ نے افغانستان میں حالات کو کیسے تبدیل کیا؟

جواب: افغانستان کے حالات

11 ستمبر 2001ء میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر کا واقعہ امریکہ میں پیش آیا جس میں ہزاروں لوگ مارے گئے۔اس حادثے میں ملوث افراد کا تعلق القاعدہ سے بتایا گیا اور کہا گیا کہ یہ

افغانستان کے القاعدہ لوگوں کا کام ہے۔ لہٰذا امریکہ نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ وہاں طالبان کی حکومت کو ختم کر کے قبضہ کر لیا گیا۔ پاکستان نے امریکہ کی حمایت کی اور کہا کہ وہ دہشت گردوں کی مخالفت کرتا ہے۔ امریکہ نے وہاں پر نئی حکومت قائم کی اور اس کی امداد کا اعلان کیا۔ 2005ء میں بھی نئی حکومت ... امریکہ بھرپور تعاون کر رہا ہے۔

سوال: اسلامی ملک ایران کا مختصر تعارف پیش کیجیے۔

جواب: ایران

ایران پاکستان کا ہمسایہ اسلامی ملک ہے۔ پاکستان کے ایران کے برادرانہ تعلقات ہیں۔ اس کی زیادہ آبادی شیعہ مسلم پر مشتمل ہے۔ یہاں پر کافی عرصہ بادشاہت رہی ہے۔ 1979ء میں یہاں اسلامی انقلاب آیا اور امام خمینی ایران کے سربراہ بنے۔ ایران کا دارالحکومت تہران ہے۔ یہاں کی قومی زبان فارسی ہے۔ تیل اس ملک کا اہم ذریعہ آمدن ہے۔
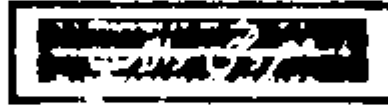
1. ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i. پاکستان اور بھارت کے درمیان پہلی آگرہ کانفرنس کب ہوئی؟

(الف) 2000ء (ب) 2001ء
(ج) 2002ء (د) 2003ء

ii. اقتصادی تعاون کی تنظیم کا قیام کب عمل میں آیا؟

(الف) 1981ء (ب) 1983ء
(ج) 1985ء (د) 1987ء

iii. پاکستان اور چین کی مشترکہ سرحد تقریباً کتنی لمبی ہے؟

(الف) 600 کلومیٹر (ب) 700 کلومیٹر
(ج) 800 کلومیٹر (د) 900 کلومیٹر

iv. ورلڈ ٹریڈ سنٹر کا واقعہ کب پیش آیا؟

(الف) 2 مئی 2000ء (ب) 19 نومبر 2000ء

(ج) 5 فروری 2001ء (د) 11 ستمبر 2001ء

v. عوامی جمہوریہ چین کے آزاد ہونے کا سن ہے:

(الف) 1947ء (ب) 1948ء

(ج) 1949ء (د) 1950ء

vi. شاہراہ قراقرم کی تعمیر مکمل ہونے کا سن ہے:

(الف) 1967ء (ب) 1969ء

(ج) 1949ء (د) 1950ء

vii. ایران میں اسلامی انقلاب کب آیا؟

(الف) 1979ء (ب) 1983ء

(ج) 1987ء (د) 1991ء

viii. پاکستان کے ساتھ 1600 کلومیٹر لمبی سرحد کس ملک کی ہے؟

(الف) افغانستان (ب) چین

(ج) ایران (د) بھارت

ix. پاکستان اور بھارت کے درمیان "سندھ طاس کا معاہدہ" کب طے پایا؟

(الف) 1950ء (ب) 1955ء

(ج) 1960ء (د) 1965ء

x. جنوبی ایشیا کی علاقائی تعاون کی تنظیم کا نام ہے:

(الف) سارک (ب) اسلامی کانفرنس کی تنظیم

(ج) اقتصادی تعاون کی تنظیم (د) اقوام متحدہ

جوابات

1. کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

i.	2001ء	ii.	1985ء	iii.	600 کلومیٹر
iv.	11 ستمبر 2001ء	v.	1949ء	vi.	1969ء
vii.	1979ء	viii.	بھارت	ix.	1960ء
x.	سیلاب				

مشقی سوالات۔۔۔ انشائیہ طرز

سوال 1: چین پاکستان کا ہمسایہ ملک ہے جس نے ہر مشکل گھڑی میں پاکستان کا ساتھ دیا ہے۔ بحث کریں۔

جواب: سوال نمبر 2 دیکھئے۔

سوال 2: پاکستان اور افغانستان کے تعلقات کا جائزہ لیں۔

جواب: سوال نمبر 1 دیکھئے۔

سوال 3: پاکستان کے ہمسایہ اسلامی ملک ایران کے ساتھ تعلقات بیان کریں۔

جواب: سوال نمبر 3 دیکھئے۔

سوال 4: پاکستان اور بھارت کے تعلقات میں آنے والے نشیب و فراز کا احاطہ کریں۔

جواب: سوال نمبر 4 دیکھئے۔

.... ☆ ....